تیرے رنگ وچ
از
ریحانہ آفتاب
http://readingpointpk.blogspot.be
Reading Point

تیرے رنگ وچ

ریحانہ آفتاب

"رنم فاطمہ......" دادی کی کوئی چوتھی پانچویں مسلسل پکار تھی جس سے بچنے کے لیے وہ کب سے کوشش کررہی تھی۔ ہر بار دادی کی پکار پر اس کے خوابیدہ وجود میں ہلچل ہوتی۔ اب کے اس نے تکیہ کان پر رکھ کراسے ہاتھوں سے دبوچ لیا۔ غالباً دادی کو بھی رنم فاطمہ کی ڈھٹائی کا احساس ہوگیا تھا تب ہی سلام پھیر کرانہوں نے خوابیدہ پوتی کے انداز ملاحظہ فرمائے۔

"رنم فاطمہ......" اب کے دادی نے تکیہ اس کے کان سے ہٹایا۔

"سونے دیں دادی پلیز۔" کسمسا کر اس نے تکیہ دوبارہ کان پر رکھنا چاہا مگر دادی اس کا ارادہ بھانپ گئی تھیں۔ تب ہی تکیہ اٹھا کرانہوں نے قدرے دور پھینک دیا تو وہ مندی مندی آنکھوں سے اور بے چارگی سے دور پڑے تکیہ کو حسرت سے دیکھ رہی تھی۔

"کیوں آدھی رات کو اٹھا رہی ہیں دادی؟" اس نے یسے دہائی دی۔

"آدھی رات...... لڑکی فجر کی نماز کا وقت نکلا جارہا ہے۔" دادی نے حیرت کا اظہار کیا اور تسبیح لے کر پلنگ پر ھ گئیں۔

"میں تو ابھی سوئی تھی دادی۔ سونے دیں پلیز۔" اس نے رحم کی اپیل کی۔

"ہاں تو تم کون سا تہجد کے لیے جاگ رہی تھیں۔ لگی یں موافیس بک واٹس اپ پر اپنی سہیلیوں کے ساتھ۔" ی کو تو شوشل ایپ سے ویسے بھی خدا واسطے کا بیر تھا۔

"پلیز دادی میں ظہر کی نماز کے ساتھ فجر کی قضاء نماز ں پڑھ لوں گی ابھی سونے دیں۔ آنکھیں نہیں کھل رہیں ی۔" اس نے پلکیں جھپک جھپک کر جیسے التجا کی۔

"چار رکعت پڑھنے میں دیر ہی کتنی لگتی ہے۔ اٹھو شاباش۔" دادی کو اپنے موقف سے پیچھے ہٹانا ناممکن تھا۔ بحث سے بھی نیند متاثر ہورہی تھی اس سے تو یہی بہتر تھا کہ دادی کی بات مان لی جاتی۔ وہ جھٹکے سے اٹھی۔

"شاباش جاؤ وضو کرکے آؤ جلدی سے۔" انہوں نے چھوٹی بچی کی طرح پکارا تو وہ منہ بسورتی وضو کرنے چلی گئی۔ جیسے تیسے جھومتی جھامتی چار رکعت مارے باندھے پڑھ کر اس نے جلدی سے جائے نماز سمیٹی اور بیڈ کی طرف دوڑ لگادی دادی ابھی تک بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

"صبح کی نماز سے چہرے پر نور برستا ہے دیکھو تو کیسا کھلا کھلا لگ رہا ہے چہرہ۔" دادی نے محبت سے رنم فاطمہ کا چہرہ دیکھا۔

"کیا ہی اچھا ہو جو قرآن پاک کی تلاوت بھی کرلو۔ کوئی تسبیح ہی پڑھ لو۔" دادی کہہ رہی تھیں لیکن جب دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو انہوں نے بغور رنم فاطمہ کو دیکھا جو دوبارہ سو چکی تھی اس کی بے فکری عمر کی مست نیند کو محبت سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر دوبارہ سے تسبیح پڑھ کر اس پر پھونکیں مارتی جارہی تھیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

"بڑی بے حیا ہے یہ ہر بار منہ اٹھا کر مہینوں کراچی کا رخ کرلیتی ہے۔"

"کون رنم کس کی بات کررہی ہو؟" سنبل نے اس کے جھلائے انداز پر حیرانی سے دریافت کیا۔

"گرمی اور کون...... سارا سال گرمی کراچی پر راج کرتی ہے اور سردی اسے تو آتے ہی جانے کی لگ جاتی ہے۔" لان کا سوٹ پہنے چہرے پر آئے پسینے کو ٹشو سے صاف کرتی وہ سخت برہم نظر آرہی تھی۔

"اور کیا سردی ہوتی ہے تو عاشقوں کے دل سے دعا نکلتی ہے کہ جب سارے رضائی میں دبکے موبائل فون کان سے لگائے ہینڈ فری میں لگ کر نیٹ ورک والوں کا بھلا کرتے ہیں مگر خدا کی مار ہو گرمی پر جو عاشقوں کے راز فاش کر دیتی ہے۔" کلاس پر بیٹھی وانیہ اسائنمنٹ بنا رہی تھی پاٹر بند کرتے اس نے بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"تمہارا درد تو ہم محسوس کر سکتے ہیں۔" سنبل نے شرارت سے آنکھ ماری۔

"چپ کرو ایسا نا ہو گرمی کا سارا غصہ تم پر اتر جائے۔" وانیہ نے دھمکایا۔ وانیہ اپنے کزن میں انٹرسٹڈ تھی ان کی بات طے ہوگئی تھی مگر وہ کھلم کھلا تو سب کے سامنے بات نہیں کر سکتے تھے۔

"گرمی ہے تو کیا ہوا تم رضائی اوڑھ لیا کرو اور اماں کو بتاؤ کہ عاشقی میں سردی لگتی ہے۔" سنبل نے چڑایا۔

"یہ بھی کر کے دیکھا ہے۔ جب مارے گھٹن اور پسینے سے بی پی لو ہونے لگا تو اماں نے ہی وہ دھو کے لگا کر رضائی اسٹور میں رکھوا دی تھی۔" وانیہ منہ بسور کر بولی۔

"حد کر دی تم نے۔" سنبل کے ساتھ رنم فاطمہ کی ہنسی بھی بے ساختہ تھی۔

"ہمیں کچھ نا کہو کہ محبت کے مارے ہیں ہم——— کیا کچھ کرتی پھرتی ہو محبت میں۔" رنم فاطمہ نے جیسے مذاق اڑایا۔

"جب کوئی چاہنے والا تمہاری زندگی میں آیا تب پوچھوں گی بیٹا......" وانیہ نے جیسے دانائی کا سبق پڑھایا۔

"میں ایسی بے وقوفی ہرگز نہیں کر سکتی۔" رنم فاطمہ نے [illegible] کر جیسے اسے جھٹلانا چاہا۔

"محبت اچھے اچھوں کو بدل دیتی ہے کبھی تو پھری [illegible] جاؤ گی۔" وانیہ اپنے موقف پر قائم تھی اور اس موضوع پر کوئی ہرا بھی نہیں سکتا تھا۔

"چلو اسلامیات کی کلاس کا ٹائم ہو گیا۔" سنبل نے [illegible] گھڑی دیکھتے ہوئے انہیں احساس دلایا۔

"اتنی گرمی میں میرا دل نہیں چاہ رہا سر سے پاؤں تک حجاب میں لپٹی کنیز کو دیکھوں اف اسے تو دیکھتے ہی گرمی لگنے لگتی ہے۔ ہمارا لان کے سوٹ میں دوپٹے کو بوجھ کو دل کرتا ہے اور ایک یہ کنیز صاحبہ ہیں گلوز سوکس اف گرمی کا احساس دو چند۔" رنم فاطمہ نے جیسے ہی ذکر نکالا وہ بدقسمت کنیز بلیک عبایا گلوز اور سوکس میں اپنی کلاس کی طرف جاتی نظر آنے لگی۔ اسے دیکھتے ہی اس نے جیسے جھرجھری لی۔

"اسے دیکھ کر جھرجھری لینے کے بجائے اس سے ہدایت لینی چاہئے۔ شرعی پردہ عورت کی بچت بھی ہے اور احکام بھی۔" وانیہ نے حقیقت گوش گزار کی۔

"پردے سے ہم گندی نظروں سے بچ جاتے ہیں وہ ٹھیک ہے لیکن یہ بھی تو دیکھو کس بلا کی گرمی ہے اور عبایا گلوز اور سوکس۔" رنم فاطمہ کے ذہن سے گرمی کا احساس ختم نہیں ہو رہا تھا وانیہ کی بات اس نے بیچ میں ہی اچک لی۔

"جہنم کی گرمی کو یاد رکھو گی تو یہ گرمی کچھ نہیں لگے گی ڈیئر اور جب عشق رسول ﷺ ہو تو کوئی کام مشکل نہیں لگتا۔ ایک انسان کی محبت میں جب ہم کھانا پینا اوڑھنا بول چال کا انداز تک بدل لیتے ہیں تو عشق رسول ﷺ میں کیوں نہیں۔"

انہیں خبر ہی نہیں ہوئی کلاس کی طرف جاتے کنیز جانے کہاں سے ان کے پیچھے چلتی آرہی تھی۔ ہم قدم ہوتے اس نے ان کی گفتگو میں حصہ لیا تو اس کی دلیل پر سنبل اور رنم فاطمہ تو کچھ نہ بول سکیں وانیہ اتفاقی انداز میں سر ہلانے لگی۔

کلاس روم میں پنکھا چل رہا تھا کنیز نے ان کے ساتھ ہی کلاس میں داخل ہوتے ہوئے السلام علیکم زوردار آواز میں کہا جس سے کلاس میں ہلچل مچ گئی تھی۔ کچھ نے جواب دیا اور کچھ نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔ چیئر پر بیٹھ کر کنیز نے اپنے چہرے سے حجاب ہٹا دیا تھا کہ کلاس میں صرف لڑکیاں ہی ہوتی تھیں رنم فاطمہ نے اس کے پسینے سے تر چہرے کو بغور دیکھا جس پر بے پناہ سکون تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"کیا ہو رہا ہے ڈیئر؟" وہ کچن میں مصروف عمل تھی جب عالیان کچن میں آیا۔ اس نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر سے اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"پائن ایپل اسکواش بنا رہی ہوں بھائی۔ آپ پئیں گے۔" جوسر میں پائن ایپل کے کیوبز ڈالتے اس نے آفر کی۔

"نا کیا تو بھی تم نے پلا کے ہی دم لینا ہے۔ ویسے گرمی آتے ہی تمہیں ہو کیا جاتا ہے بھی فالسے کا شربت بھی کیری، چیری اسٹرابری کی شامت آئی رہتی ہے۔" عالیان نے مسکراتے ہوئے چھیڑا۔ وہ اس کی ہائے گرمی والے گرمی سے آگاہ تھا۔

"اصولاً تو تمہیں کچن کو رونق ہی نہیں بخشنا چاہیے اے سی سے نکل کر اسکواش بنانا اف۔" عالیان نے چھیڑا۔

"اے سی میں بیٹھ کر اسکواش پینے کا مزا ہی کچھ اور ہے بھائی اور مشروبات سے جسم کو توانائی ملتی ہے جسم سے نمکیات پسینے کی صورت خارج ہوجاتی ہے تو جسم کو تقویت پہنچانے کے لیے گرمیوں میں مشروبات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔"

"اب گرمی کے فروٹس اور اسکواش کے فوائد گنوانے نا لگ جانا۔" عالیان نے ہاتھ جوڑے تو وہ مسکرادی۔

"گھر میں کچھ ہے جو مہمانوں کے آگے رکھا جاسکے۔" کیبنٹ چیک کرتے عالیان نے پوچھا۔

"جی اسنیکس ہیں۔ کباب بھی ہیں فرائی کردوں گی۔ شام کے لیے ماما نے اسنیکس بھی بنا رکھے ہیں۔" زنم فاطمہ نے تفصیل سے بتایا۔

"گڈ اور تمہارا اسکواش بھی تو۔" عالیان نے جیسے مزا لیا۔ وہ بھی مسکرادی۔

"میں شاور لے لوں' کچھ دوستوں نے آنا ہے۔" عالیان نے کچن سے نکلتے ہوئے کہا۔ وہ سر ہلا کر جوسر میں آئس کیوبز ڈالنے لگی۔ اسکواش تیار ہوگیا تھا۔ ڈور بیل بجی۔ ماما گھر پر نہیں تھیں عالیان واش روم میں تھا۔ ہاتھ خشک کرتی وہ دروازے تک آئی۔

"السلام علیکم۔" دروازہ کھلتے ہی اسکائی بلو جینز اور اسکائی بلو شرٹ میں گلاسز آنکھوں پر چڑھائے احسن قدرے فاصلے پر کھڑا تھا۔

"وعلیکم السلام۔" اس کے دل کی دنیا اتھل پتھل ہونے لگی۔ وہ اتنا ہینڈسم اور فریش لگ رہا تھا کہ اس پر نظر پڑتے ہی اس کا دل سرپٹ دوڑنے لگا۔ اس کے پیچھے دو اور حضرات تھے جنہیں وہ وقتاً فوقتاً دیکھتی آئی تھی۔ یہ تینوں عالیان کے بیسٹ فرینڈ تھے۔ ان چاروں کی کالج سے دوستی چلی آرہی تھی۔ اکثر و بیشتر وہ ایک دوسرے کے گھر رونق بخشتے تھے۔ احسن چند قدم چل کر اس تک آیا۔ اس کی چوڑی پشت کے پیچھے وہ دونوں جو اسے دیکھ رہے تھے ان کی نظریں کچھ چھپ سی گئی تھیں قریب آ کر احسن نے گلاسز کو آنکھوں سے پرے منتقل کیا اور اس پر ایک اچٹتی نگاہ ڈالی۔

"عالیان کو انفارم کردیں ہم آئے ہیں۔" اندر کی طرف اشارہ کرتے اس نے جیسے اسے اندر جا کر اطلاع دینے کا اشارہ کیا۔

"بھائی شاور لے رہے ہیں۔" زنم فاطمہ اس کی مضبوط کلائی میں بندھی گھڑی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"او کے آپ گیسٹ روم کا ڈور کھول دیں ہم ویٹ کرلیں گے۔" باقی دونوں بھی قدرے قریب آگئے تھے احسن نے جیسے اسے مسلسل کھڑے رہنے پر ہدایت کی۔

"جی ضرور۔" وہ اس کی نظروں کا انداز دیکھ کر چند قدموں کے فاصلے پر موجود گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئی۔ جس کا ایک دروازہ باہر کی طرف کھلتا تھا دروازہ کھول کر وہ تیزی سے نکل گئی مبادا پھر اس کی آنکھیں بول پڑیں کہ اندر جاؤ۔

"میرا دل نہیں چاہتا اس پر سے نظریں ہٹانے کو اس کی ساحر آنکھیں گھڑی گھڑی اندر جانے کو بولتی ہیں۔ کتنا مغرور ہے کم بخت پہ سوٹ بھی کرتا ہے۔ رج کے ہینڈسم ہے۔" وہ بڑبڑاتی فریج سے کباب کا پیکٹ نکالنے لگی۔ جب تک کباب فرائی ہوئے وہ دیگر لوازمات پلیٹوں میں

سجا کر اسکوائش گلاس میں انڈیل چکی تھی۔
"آ گیا شیطانی ٹولہ۔" عالیان فریش سا کچن میں داخل ہوا۔
"جی بھائی...... گیسٹ روم میں بیٹھے ہیں۔" اس نے نظریں چرا کر کہا۔
"سو سویٹ بہنا' تم نے ٹرے بھی تیار کردی۔" عالیان سراہتی نظروں سے ٹرے کو دیکھتے اسے محبت سے کہہ رہا تھا۔ اس نے بھی اسکیٹی بنائی تھی مسکرا کر ٹرے اسے تھمادی۔ عالیان کے جانے کے بعد اسکیٹی اور اپنا گلاس لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔
احسن سے اسے کب سے محبت ہوئی وہ نہیں جانتی تھی۔ تب وہ اسکولنگ میں تھی جب پہلی بار احسن نے دروازے پر دستک دی تھی اور ساتھ ہی اس کے در دل پر بھی۔ وہ ایک لمحے کو فریز ہوگئی تھی تب اس نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجا کر کہا تھا۔
"گڑیا...... عالیان سے کہو احسن آئے ہیں۔" وہ ان دنوں میٹرک میں تھی اور اس وقت اسکول یونیفارم میں ہی ملبوس تھی۔ اتنی چھوٹی بھی نہیں لگ رہی تھی کہ وہ اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کرتا مگر اس کا انداز بزرگوں والا ہی تھا۔
"گڑیا......" کئی دنوں تک اسے یہ فقرہ مسکرانے پر مجبور کرتا رہا۔ وقتاً فوقتاً ان کا سامنا ہوتا رہا وہ میٹرک سے ماسٹرز لیول تک آ گئی تھی عالیان اور اس کے دوست بھی تعلیمی مدارج طے کرکے پریکٹیکل لائف میں آچکے تھے مگر آج بھی رنم فاطمہ کی احسن پر نظر پڑتے ہی فریز ہوجاتی تھی۔ عالیان سے اتنی گہری دوستی ہونے کے باوجود رنم فاطمہ کی کبھی اس سے تفصیلی بات نہیں ہوئی تھی۔ اسے تو خبر بھی نہیں تھی کہ احسن کے دل میں کیا ہے؟ وہ اسیر محبت ہے کیا محبت نے احسن سے اپنا تعارف کرایا ہے؟ ان سب سے بےخبر وہ چپکے چپکے اسے چاہے چلی جا رہی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"رنم فاطمہ...... عشاء کی نماز پڑھ لی چندا؟" ماما فروٹ کاٹ رہی تھیں۔ دادی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ رنم فاطمہ سیب کی قاش اٹھا کر بائٹ لیتے دادی سے جڑ کر بیٹھ گئی جب دادی نے سوال کیا۔
"پڑھ لوں گی پیاری دادی جان۔ عشاء کی نماز میں ابھی بہت وقت ہے۔" اس نے سستی سے کہا۔ ماما مسکرادیں۔
"شیطان کو بھی تمہیں بہکانے کے لیے بہت وقت مل جائے گا۔ کیا ہی اچھا ہو کہ سستی نا کرو اور تم نماز پڑھ لو شیطان کو بہکانے کا موقع ہی نہ دو۔" دادی کی ناصحانہ باتوں پر اس نے ہونٹ سکیڑتے بےچارگی سے ماما کو دیکھا۔ فروٹ کاٹتے ہوئے ماما ایک نظر دادی اور پوتی کے چہرے پر ڈالتی مسکرادیں۔
"آپ کے آنے سے یہ بہت اچھا ہوتا ہے اماں کہ رنم پانچ نہیں تو دو تین وقتوں کی نماز تو پڑھ ہی لیتی ہے۔"
"کیا ماما آپ بھی۔" وہ منہ بسورنے لگی۔
"میں تو ہر نماز میں دعا کرتی ہوں کہ ہماری رنم فاطمہ اللہ سے اتنا دل لگائے کہ اسے نماز کی ادائیگی کے لیے کسی کو ٹوکنا نہ پڑے' اذان سنتے ہی اس کا دل خود نماز کی ادائیگی کے لیے بےقرار ہوجائے۔" دادی نے دلی خواہش بتائی۔
"آمین ان شاء اللہ وہ دن بھی آئے گا۔" ماما پُرامید تھیں۔
"پڑھ تو لیتی ہوں ماما نماز۔" اس نے جیسے احتجاج کیا۔
"ہفتے میں دو تین بار پڑھنے کو تم نماز کہتی ہو؟" ماما خشمگیں نگاہوں سے گھورنے لگیں۔
"وہ تو اماں آجاتی ہیں اور تمہیں ٹوکتی رہتی ہیں تو تم مارے باندھے پڑھ لیتی ہو ان کے جانے کے بعد پھر سے پرانی ڈگر پر لوٹ جاتی ہو۔" ماما نے بھی شکایت کی پٹاری کھول دی بات تو سچ تھی وہ چپکی بیٹھی رہی۔
"زور زبردستی یا مارے باندھے نماز پڑھنے سے نا اللہ خوش ہوگا اور نا ہی تمہیں عبادت میں لذت محسوس ہوگی۔ جب پتا ہوتا ہے کہ سال کے آخر میں تمہارا رزلٹ آنا ہے تم نے نئی کلاس میں جانا ہے تب تم پورا سال محنت کرتی ہو راتوں کو جاگ کر اسائنمنٹ بناتی ہو۔ جب طے ہے کہ ایک دن مرنا ہے دنیا میں گزارے ایک ایک پل کا رزلٹ اللہ

ہمارے ہاتھ میں تھمائے گا تو اس امتحان سے بے پروائی کیوں؟" دادی مشفق انداز میں اس کے سر پر ہاتھ پھیر رہی تھیں وہ سب کچھ جانتی تھی سمجھتی تھی پر جانے کیوں اکثر کنارہ کرجاتی تھی کوئی نا کوئی مصروفیت آڑ بن جاتی تھی۔

"رہنے دیں اماں سسرال جاکر یہ خود سدھر جائے گی۔ پہلی بار آپ کی موجودگی میں ایک فیملی آئی تھی نا رشتہ لے کر انہیں ہماری رنم بہت پسند آگئی ہے لڑکا رنم کے بابا نے دیکھ رکھا ہے انہیں بھی پسند ہے ماشاءاللہ لڑکا حاجی اور صوم وصلوٰۃ کا پابند ہے یہ اس کے ماحول میں ڈھل جائے گی۔" ماما کہہ رہی تھیں دادی سر ہلا رہی تھیں رنم فاطمہ جھٹکے سے سیدھی ہوگئی۔

"وہ خواتین جو شرعی پردے میں آئی تھیں گلوز اور سوکس میں ملبوس۔" رنم فاطمہ کے سامنے خطرے کی گھنٹی بجی۔

"ہاں انہیں پسند آگئی ہو تم۔" ماما نے اطلاع دی۔

"فار گاڈ سیک ماما میں کسی مولوی گھرانے میں شادی نہیں کروں گی۔ ٹینٹ نما برقعہ پہن کر رہنے کا تصور بھی میرے لیے محال ہے۔"

"اچھے بھلے لوگ ہیں صرف شرعی پردے کی سختی پر انکار کرواؤں۔" ماما کو غصہ آگیا۔

"سختی سے کام نا لو.... شریعت میں نکاح شادی کے لیے سختی کا حکم نہیں ہے۔ پسندیدگی کو اولیت دی گئی ہے۔"

"بجا کہا آپ نے لیکن اماں فیملی بہت نیک ہے۔ پرہیزگار لوگ ہیں۔ ایک اس کی فضول ضد پر اتنا اچھا رشتہ رد کیسے کروں۔" رنم فاطمہ دوپٹا گھسیٹتی جھٹکے سے پلنگ سے اتر گئی۔

"کریں آپ اپنی من مانی.... میں کبھی ایسی جگہ شادی نہیں کروں گی جہاں میری مرضی نہ ہو۔ میں بابا اور بھائی سے بات کروں گی۔" وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھتی اپنے خیالات سے آگاہ کرنا نہ بھولی۔

"ہاں ان دونوں نے ہی تو سر چڑھا رکھا ہے تمہیں۔"

"ہاں آپ تو سوتیلی ماں بن جاتی ہیں فوراً بھائی اور بابا سے ہی کہوں گی میں۔ وہیں شادی کروں گی جہاں میری مرضی شامل ہوگی۔" سیڑھیاں چڑھتی وہ مسلسل اونچی آواز میں کہہ رہی تھی۔ دفعتاً کسی سے بری طرح ٹکرائی اسے جھٹکے سے رخ موڑا۔ احسن جو کئی ثانیے سے سائیڈ پر کھڑا تھا کہ محترمہ سہولت سے اپنی جنگ سے فارغ ہوکر سیڑھیوں سے ہٹیں تو وہ نیچے جائے مگر جس ٹکراؤ کی وجہ سے وہ چپ چاپ کھڑا تھا وہ ہوتی ہوکر رہی۔ اپنے نادر خیالات کا اظہار کرتے وہ مڑی اور شومئی قسمت کے احسن سے ٹکرا گئی احسن نے ہاتھ سینے سے اوپر کھڑے کرکے جیسے سرینڈر کردیا کہ غلطی اس کی نہیں ہے۔ رنم فاطمہ کا سر زور سے اس کے سینے سے ٹکرایا تھا قریب تھا کہ وہ لڑھک جاتی مگر سرعت سے اس کا بازو تھام کر اسے بچالیا گیا تھا۔ اس کے سنبھلتے ہی اس نے بازو چھوڑ دیا تھا۔

"لگی تو نہیں آپ کو؟" وہ اس کے کھلے بالوں میں چھپے چہرے کو ڈھونڈتے ہوئے بولا۔

"جی لگی ہے.... بہت زور سے لیکن آپ کو اس سے کیا؟ جائیں پروجیکٹ پر کام کریں اپنا۔" احسن اسے حیرانی سے دیکھ رہا تھا۔ غصے سے لال چہرہ الزام دیتی آنکھیں اور آخر میں لہجہ گلوگیر ہونے کے ساتھ آنکھوں میں پانی بھی بھرآیا تھا۔ وہ بت بنا اس کو دیکھتا رہا۔

"ہٹیں سامنے سے میں آپ کے سامنے رونا بھی نہیں چاہتی۔" ہاتھ سے ہٹنے کا اشارہ کرتی وہ اسے تجسس میں مبتلا کرگئی تھی۔ آنسو پلکوں کی باڑھ پھلانگ کر رخسار تک آگئے تھے۔ احسن کئی ثانیے اس کے پیچھے قدموں کے نشان دیکھتا رہا۔ پھر سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"کتنی اسٹوپڈ ہوں میں.... کیا ضرورت تھی مجھے اس کے سامنے بکواس کرنے کی.... دیکھ کیسے رہا تھا بت بن کر.... اس پتھر کو کیا خبر ہوگی کہ میں کب سے اس کی محبت میں مر رہی ہوں اور وہ انجان بن کر کبھی ریفریشمنٹ انجوائے کرنے کبھی بھائی کے ساتھ مل کر پروجیکٹ بنانے کے بہانے میرے سامنے آکر میرے ضبط کا امتحان لیتا رہتا ہے۔ کتنے رشتوں کو ٹھکراؤں میں کتنے حیلے بہانے کرکے منع کروں گھر میں اور کس کس میں.... اس اسٹوپڈ

کو پتا بھی کہاں ہے میرے دل کا۔" تکیہ منہ میں دبئے وہ بڑبڑاتی اور روتی جارہی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"زرنم...... جلدی سے حلیہ درست کرکے ڈرائنگ روم میں آجاؤ احسن کی ماں اور بہنیں تمہارا رشتہ لے کر آئی ہیں۔" یونیورسٹی سے آکر وہ سوگئی تھی۔ پیپرز ہونے والے تھے ان کی ٹینشن الگ تھی۔ سو کر اٹھی تو بھوک کا احساس ہوا۔ اسی خیال سے وہ کچن کی طرف آگئی تھی۔ ڈرائنگ روم میں ہوتی ہلچل سے اندازہ ہوگیا تھا کہ مہمان آئے بیٹھے ہیں۔

"میری پیاری بہنا بنے گی دلہنیا۔" عالیان قریب سے گنگناتا گزرا تو اس کا حلق تک کڑوا ہوگیا سمجھ گئی مہمان اسی کے لیے آئے بیٹھے ہیں بھوک اڑ گئی تھی۔

وہ بے دلی سے چائے تیار کرنے میں مصروف تھی جب ماما کچن میں داخل ہوئیں اور اسے خوش خبری سنائی اسے یقین نہیں آیا۔

"رئیلی ماما......؟" اس کے لہجے کی بے یقینی اور چہرے پر آئے رنگوں نے ماما پر آشکار کردیا کہ ان کی بیٹی آج تک کیونکر ہر رشتے سے انکاری تھی۔

"ہاں میری چندا...... چھوڑو کچن کو حلیہ درست کرو۔ میں نے عالیان کو سامان لینے بازار بھیج دیا ہے۔" ماما نے جار اس کے ہاتھ سے لے کر محبت سے کہتے اسے کچن سے باہر کی راہ دکھائی۔ وہ گومگو کی کیفیت میں اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ یہ آناً فاناً کیا ہوگیا تھا کہ احسن کے گھر والے اس کے طلب گار بن کر آگئے تھے وہ جتنا سوچ رہی تھی اتنا حیران ہورہی تھی۔

ایک خواب کی کیفیت میں وہ تیار ہوکر ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی ماں بہنوں نے اس سے کیا سوالات کیے کیا پوچھا وہ جیسے ایک خواب کی کیفیت میں انہیں جواب دیتی چلی گئی تھی۔

"کیا ہوا بیٹا...... اتنی کھوئی کھوئی سی کیوں ہو؟" احسن کی فیملی سے مل کر وہ لاؤنج میں آگئی تھی اسے کھوئے کھوئے دیکھ کر عالیان بھی وہیں بیٹھ گیا۔ وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی پھر مسکرا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

"تو اداس ہو یہ سوچ کر کے شادی کے بعد ہم سے بچھڑ جاؤ گی؟" عالیان اس کی گومگو کیفیت کو کچھ اور ہی سمجھ [illegible] عالیان نے اس کا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔

"پتا ہے ایک بھائی کے لیے سب سے مشکل گھڑی بھی ہوتی ہے کہ اس کی جان سے عزیز بہن کے لیے لائف پارٹنر کا انتخاب۔ احسن بحیثیت دوست بہترین ہے میرا۔ تمہارے لائف پارٹنر کے لیے جب بھی سوچا تو میرے ذہن میں اسی کا سراپا لہراتا تھا لیکن وہی معاشرتی ڈراوے ڈر کہ اپنے منہ سے بھی اسے کہہ نہیں سکا کہ میں اسے تمہارے لیے پسند کرتا ہوں۔ وہ تو جب کل اس نے مجھے جھجکتے ہوئے بتایا کہ وہ اپنی فیملی کو بھیج رہا ہے تمہیں مانگنے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اس نے ساتھ ہی خدشہ بھی ظاہر کیا کہ میں روایتی بھائی کی طرح غیرت کا مسئلہ کر دوستی ہی ختم نا کردوں لیکن اس گھامڑ کو کیا خبر تھی کہ یہ میری برسوں کی آرزو تھی۔" عالیان مسکراتے ہوئے سارا احوال سنا رہا تھا۔ وہ بھی کھل کر مسکرادی ورنہ تو ابھی تک شاک کی کیفیت طاری تھی۔

"چلو اچھا ہوا تم دونوں یہیں مل گئے۔" ماما اور دادی ایک ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئیں۔

"احسن کی فیملی چلی گئی ماما؟" زرنم فاطمہ بھی سیدھی ہوئی تھی۔

"ہاں چلی گئی۔ کیا ہتھیلی پر سرسوں جمانے آئے ہیں یہ لوگ بضد ہیں زرنم کے پیپرز کے دو دن بعد ہی شادی کی رسومات شروع کردی جائیں۔" ماما جیسے تھک کر بیٹھ گئیں۔

"نیک کام میں دیری کیسی ثمر...... آج ہی سعادت کو کال کرکے بتادو۔ رشتے کے متعلق۔ احسن تو جیسے گھر کا بچہ ہے برسوں سے آنا جانا ہے اس کا...... کیسا سلجھا تمیز دار بچہ ہے جب ملتا ہے سلام کرکے سر جھکا کر سر پر ہاتھ پھیرواتا ہے۔" دادی جیسے اس کی اس ادا پر فریفتہ تھیں۔

"واہ دادی آپ کو احسن کی ایک ادا اتنی پسند آئی کہ آپ کو وہ مجھ سے زیادہ اچھا لگنے لگا۔" عالیان نے جھوٹی خفگی دکھائی۔

"ارے نہیں بچے تو" تو میرا خون ہے اپنے خون سے زیادہ کسی کی کشش نہیں ہوتی' احسن بھلے پرایا بچہ ہے مگر ہوتے ہیں نا کچھ بچے جو دل کو بھا جاتے ہیں اور اگر وہ اچھا نہ ہوتا تو اسے اتنی اہمیت دیتی کہ وہ تیرے بیڈ روم تک آ پاتا۔ گھنٹوں تم لوگ کام کرتے ہو۔ تیرے اور بھی تو دوست ہیں جو صرف گیسٹ روم تک آتے ہیں حالانکہ تم چاروں ہی کالج سے دوست ہو۔ مگر احسن کو ان دونوں سے زیادہ اہمیت حاصل ہے تو بس اس بچے کی کوالٹی ہے نا۔ جو اس کے پوچھنے پر تو نے اس کی فیملی کو گھر آنے کی دعوت دے دی۔ ورنہ تو بس تقریبات وغیرہ میں ہی ہم ملے تھے اب تک باقاعدہ گھر وہ پہلی بار آئی ہیں۔" دادی نے عالیان کی جھوٹی خفگی کو کچھ زیادہ سنجیدگی سے لے لیا تھا تب ہی تفصیل بتا کر اس کا دل ہلکا کرنے لگیں۔

"اور دیکھو نا پہلا رشتہ ہے جس کے آنے پر ہماری رنم فاطمہ کی زبان تالو سے لگ گئی ہے ورنہ تو ابھی تک زبان سے شرارے نکال نکال کر اس نے گھر میں گرمی کی حدت میں اضافہ کرنے کے ساتھ چیزوں کی اضافہ بھی کرنی تھی۔" دادی کے شرارت سے بولنے پر سب کی نظریں ایک دم سے اس پر اٹھ گئیں۔ وہ جو مزے سے احسن کی تعریفیں سن رہی تھی سب کی نظریں خود پر محسوس کرکے گود میں رکھا کشن چہرے پر تان گئی سب کی مسکراہٹ نے اسے جھینپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"تو یہ وجہ تھی تمام رشتوں پر واویلا کرنے کی۔" رات دادی کی گود میں سر رکھے لیٹی ہوئی تھی جب اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے انہوں نے ہولے سے اس کا چہرہ اپنی نظروں کے سامنے کرکے پوچھا۔ وہ ایک دم سے شرما گئی۔

"دادی......!" دوبارہ ان کی گود میں منہ چھپا گئی۔

"خوش رہو میری بچی...... شکر اللہ کا کہ اس نے بنا کسی تماشے کے میری بچی کی دلی خوشی اس کی جھولی میں ڈال دی اب اٹھو اور خشوع و خضوع سے شکرانے کے دو نفل پڑھ لو۔" دادی کی ہدایت پر پہلی بار اسے بھی اللہ کے حضور شکر ادا کرنے کا خیال آیا واقعی کس طرح بن مانگے ہی اللہ نے اسے اتنی بڑی خوشی دان کر دی تھی وہ اگلے پل باوضو ہو کر شکرانے کے نفل پڑھنے لگی تھی۔

❀......❀......❀......❀

"واؤ اتنی جلدی شادی کر رہی ہو۔ ایک ہم ہیں ماسٹرز کر چکے اور مسٹر رائٹ کا دور دور تک پتا نہیں آخری پیپر سے فارغ ہو کر رنم فاطمہ نے سب کو کارڈ تھمایا تو سنبل بے ساختہ محرومی کا اظہار کر کے ان سب کے لبوں پر ہنسی بکھیر گئی۔

"سن لو ظالموں تمہارا بھی تو نمبر لگا ہوا ہے فارغ فالتو تو میں ہی ہوں۔" سنبل وانیہ کی ہنسی پر جل کر بولی۔

"میں بھلے چار سالوں سے بڑی ہوں لیکن رنم کی تو سمجھو لاٹری نکل آئی اچانک...... جن صاحب کو یہ من ہی من میں چاہتی آ رہی تھیں یہاں تک کے دوستوں کے سامنے بھی بھاپ نا نکالی منہ سے۔ وہ تو جب اس نے بات طے ہونے کی خبر دی تو اس کی خوشی سے میں نے پکڑا۔ تب محترمہ نے اعتراف کیا چھپی رستم تو یہ ہے جو چٹ منگنی پٹ بیاہ کر رہی ہے۔" وانیہ نے بھی رنم فاطمہ کو آڑے ہاتھوں لیا اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

"رئیلی رنم......!" سنبل بے یقین تھیں۔ اس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

"کب سے چل رہا تھا یہ سب...... اور محترمہ نے کب محبت کا اظہار کیا؟" سنبل اس کے سر ہو گئی۔

"پہلی بار اس وقت دیکھا تھا جب میٹرک میں تھی اور اظہار محترم نے ابھی تک نہیں کیا بس رشتہ آ گیا اور بس۔" رنم فاطمہ نے سچائی بیان کر دی۔

"ایں...... یہ کون سی محبت ہے تم بچپن سے اس کے عشق میں غرق ہو اور اس نے رشتہ بھیجنے کے بعد بھی تم سے رابطہ نہیں کیا؟"

"اب ہر کوئی تمہارے فیانسی کی طرح بے شرم تو نہیں ہو سکتا ہے اسے یہ بھی احساس ہو کہ عزیز دوست کی بہن ہے سوا ینڈ سو۔" سنبل نے طرف داری کی۔

"اسے محبت ہے بھی یا نہیں تم اس کی فیملی کی پسند تو نہیں انہوں نے تمہیں تقریبات میں بھی دیکھ رکھا ہے نا۔"

والے ساری کڑیاں جوڑنے میں لگی ہوئی تھی۔

"تم کیوں دور کی کوڑی لا رہی ہو یہ زیادہ اہم بات ہے کہ رشتہ طے ہوگیا اور اب شادی ہو رہی ہے۔" سنبل نے ان کی سوچوں کو بریک لگایا۔

"کنیز ایک منٹ۔" ان کی باتوں کو توجہ سے سنتی رُم فاطمہ کی نظریں جیسے ہی کنیز پر پڑیں تو وہ تیزی سے ان کی طرف بڑھی۔

"میری شادی کا کارڈ۔ پوری کلاس آرہی ہے تم بھی آؤ گی تو مجھے خوشی ہوگی۔" رُم فاطمہ کی کنیز سے کبھی بھی بہت اچھی دوستی نہیں رہی تھی لیکن کنیز کی شخصیت میں ضرور کچھ تھا جو جانے انجانے میں وہ اس کی گفتگو کا مرکز بن جاتی تھی۔

"بہت مبارک ہو رُم فاطمہ۔" کنیز نے کارڈ تھامتے نہایت خوش دلی سے مبارک باد دی۔

"میں نے تم لوگوں کی گفتگو سن لی ہے۔ دل سے خوش ہوں کہ بن مانگے اللہ نے تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دیا۔ تم اس رب کا جتنا شکر ادا کرو کم ہے۔ ہمیشہ خوش رہو آمین۔" کنیز کی نرم میٹھی آواز ہی تھی جس کا ہر کوئی گرویدہ تھا۔

"بہت شکریہ شادی میں ضرور آنا۔" رُم نے مسکراتے ہوئے اصرار کیا۔

"کب ہے تمہاری شادی؟" کنیز نے کارڈ کھولتے ہوئے پوچھا۔

"دو دن بعد مایوں کی رسم ہے۔"

"کو حضرت میں شادی کی تقریب کمپلینٹڈ کرتی ہوں لیکن تمہاری کرتی تو بے حد خوشی ہوتی لیکن قسمت دیکھو کہ مجھے کل ہی گجرات کے لیے نکلنا ہے اور حسن اتفاق دیکھو میری شادی بھی چوبیس تاریخ کو ہی ہے گجرات میں۔" کنیز نے نرم مسکراہٹ سے کہا۔

"اوہ رئیلی۔" رُم فاطمہ کو بھی حیرانی ہوئی۔ کنیز نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کسی کلاس فیلو کو کارڈ اس لیے نہیں دیا کہ کون گجرات آتا پھرے گا۔"

"ہاں پتہ ہے۔" سنبل اور دانیہ بھی قریب آگئی تھیں۔

"بہت مبارک ہو تمہیں بھی۔" رُم فاطمہ نے اسے بھی مبارک باد دی۔

"کنیز تمہاری ایک تصویر لے لوں؟ آج آخری دن ہے یونیورسٹی کا جانے پھر ہم کبھی ملیں نہ ملیں، تمہاری تصویر دیکھ کر یاد تو کرسکتے ہیں ایک دوسرے کو۔" سنبل نے اپنا سیل فون آن کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں دراصل میں تصویریں نہیں بنواتی یہ ٹھیک ہے کہ تم اپنے تک ہی رکھو گی مگر شریعت کے خلاف نہیں جاتی۔ دل پر مت لینا معاف کردینا۔" کنیز کے کھلے سے انکار کرنے پر سنبل نے مسکرا کر فون واپس بیگ میں رکھ لیا۔ الوداعی ملاقات کرکے سب اپنی اپنی راہوں کو چل دیے جہاں سب کی زندگی کے نئے ادوار میں داخل ہونے والی تھیں اور کل کس کے لیے کیا لانے والا تھا؟ آنے والے کل کو جانتا ہے تو بس رب العزت کو۔

❁ ❁ ❁ ❁

"محترمہ اب تو آپ جان گئیں کہ آپ سے اہم پروجیکٹ میری زندگی میں اور کوئی نہیں ہے۔" سجلہ عروسی میں داخل ہو کر احسن اس کے پہلو میں بیٹھا تھا۔

"آپ کے بالوں کو چھونے کی اجازت چاہتا ہوں۔" احسن کے سوال پر حیران ہوتی رُم فاطمہ نے نا سمجھنے کے انداز میں سر ہلا کر اجازت دی تھی۔ احسن نے اس کی پیشانی کے تھوڑے سے بال ہاتھ میں لے کر کوئی دعا پڑھی پھر اس کا ترجمہ بھی پڑھا۔

"ترجمہ:۔ اے اللہ میں تجھ سے اپنی بیوی کی بھلائی اور خیر و برکت مانگتا ہوں اور اس کی فطرت عادتوں کی بھلائی اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس کی برائی اور فطری عادتوں کی برائی سے۔"

رُم فاطمہ کسی قدر حیران ہوئی تھی اس کے اس عمل سے۔ اس کا حنائی ہاتھ نرمی سے تھام کر اس میں کنگن پہنائے۔

رُم فاطمہ جو عروسی ریڈ اور جان کنٹر اس کے جوڑے میں

ہوش ربا سراپا لیے سجی دھجی مقابل کو چاروں خانے چت کرنے کے ہتھیاروں سے لیس تھی اس نے ذرا نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہائٹ شیروانی میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا رنم فاطمہ نے سرعت سے نظریں چرائیں کہ کہیں اس کی ہی نظر نہ لگ جائے اسے۔

''حسین تو آپ پہلے ہی بہت تھیں مزید ہوشربائی ان لوازمات نے پوری کردی۔'' اس کے کان میں جھولتے آویزے کو انگلیوں سے چھوتے اس نے اتنے گھمبیر اور محبت بھرے لہجے میں کہا کہ رنم فاطمہ کو جیسے غشی طاری ہونے لگی۔ یہ وہ شخص تھا جو اسے بے حس لگتا تھا۔ یہ تو وہ شخص لگ رہا تھا جس نے برسوں کسی کی طلب میں گزاری ہو اور طلب کے مطلوب دستیاب ہونے پر اپنی بے تابیوں کو لفظوں کا پیراہن پہنا رہا ہو۔

''اس سے پہلے کہ میں ہوش گنوا بیٹھوں تم بھی اٹھو اور سب اتار کر آرام دہ حالت میں آجاؤ۔ سب سے پہلے نفل پڑھ لو میں بھی نفل پڑھنے کی تیاری کرتا ہوں۔'' وہ اس کا ہاتھ نرمی سے دبا کر چھوڑ گیا تھا۔

''اس وقت نفل......؟'' وہ ہونٹ سکیڑ کر رہ گئی۔ دادی کی ہدایت یاد آ گئی تھی۔ انہوں نے بھی نفل ادا کرنے کی ہدایت کی تھی مگر اس نے سن کر کون سا عمل کرنا تھا لیکن اب احسن کی ہدایت پر وہ اپنے سجے ہوئے روپ کو بے چارگی سے دیکھ رہی تھی۔

''کیا ہوا؟ تم ابھی تک یونہی بیٹھی ہو۔'' احسن آرام دہ وہائٹ کرتا پاجامہ میں وضو کرکے باہر نکلا تو اسے مراقبے کی حالت میں دیکھ کر پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

''وہ یہ نیل پینٹ لگا ہوا ہے تو وضو......'' اس نے جیسے جان بچانا چاہی۔

''تو کوئی بات نہیں ریمور تو ہوگا نا۔ میں ابھی ریموو کردیتا ہوں کہاں ہے تمہارا میک اپ باکس۔'' رنم فاطمہ اس کی سوالیہ نظروں پر ایک سمت اشارہ کر بیٹھی جہاں میک اپ بکس تھا۔ اگلے ہی پل ریمور اور کاٹن لے کر احسن اس کے مقابل بیٹھا اس کی لمبی مخروطی انگلیوں سے نیل پینٹ ریمور کررہا تھا۔

''یہ اور یجنل نیلز ہیں؟'' اسے دو انچ لمبی نیلز دیکھ کر حیرانی ہورہی تھی۔

''جی۔'' وہ بمشکل بول سکی۔

''پیروں کی رہنے دیں پلیز میں خود کرلیتی ہوں صاف۔'' اس نے دونوں گھٹنے سکیڑ کر سینے سے لگا کر پیر جیسے اس سے دور کرنا چاہے۔

''کیوں؟''

''مجھے اچھا نہیں لگے گا کہ آپ میرے پیروں کو ہاتھ لگائیں۔'' اس نے سچ کہہ دیا۔

''یہ کیا بات ہوئی جب تم میرے لیے اہم ہو تو تم سے جڑی کوئی بھی چیز میرے لیے کم تر کیسے ہوسکتی ہے۔'' وہ اس کے نظریات کو پڑھ گیا تھا جیسے...... اس نے پیر تھام کر نیل پینٹ صاف کرنا شروع کردیا۔

''نیل پینٹ لگاتے ہوئے یہ بات یاد رکھا کرو زندگی اور موت کا کوئی بھروسہ نہیں اگر کسی وقت بھی موت آجاتی ہے تو یاد رکھو یہ نکے گی نہیں کیونکہ مرنے کے بعد ہمارا جسم ٹھنڈا ہوجاتا ہے تو کوئی لوشن نیل پینٹ ریمو نہیں کرسکتا اور نیل پینٹ نہ اترنے پر غسل نہیں ہوگا اس صورت میں نجس ہی دفن ہونا پڑے گا۔'' اور رنم فاطمہ چپ بیٹھی سن رہی تھی کہ اسے نیل آرٹ سے عشق تھا سجے ہوئے ہاتھ اس کی کمزوری تھے۔

''اگر تمہیں نیل پینٹ لگانے کا شوق ہے تو اگلی بار سے پیل آف نیل پینٹ یوز کرنا تاکہ بوقت ضرورت انہیں آسانی سے اتار سکو۔'' وہ ساتھ ہی ساتھ اس کی آسانی کے لیے مشورہ بھی دیتا جارہا تھا۔

''لیں محترمہ ہوگیا ریمو...... جیولری بھی اتار دوں یا یہ زحمت آپ خود کرلیں گی۔'' کلائی تھامے وہ کنگن اور چوڑیاں اتار رہا تھا۔ رنم فاطمہ کو یہ گھڑی یہ پل خواب محسوس ہورہے تھے اس نے برسوں جس شخص کی آرزو کی تھی وہ اس کے بہت قریب اس کا محرم بنا بیٹھا تھا۔ رب العزت کے حضور شکرانے کے نفل پڑھنے کھڑی ہوئی تو دلی آمادگی سے

رودم اس کی بارگاہ میں تشکر کے کلمات ادا کررہا تھا۔
"محبت شاید اسی لمحے ہوگئی تھی جس لمحے تم نے پہلی بار میرے لیے دروا کیا تھا۔ تب سے آج تک محبت دھیرے دھیرے ہر مدارج طے کرتی آگے بڑھتی گئی۔"
"ہاں ہماری محبت ایسی تھی کہ اس میں اظہار نہ تھا۔ اقرار کے حسین پل نہ تھے مگر ایک ان دیکھا انجانا قوی احساس ضرور تھا کہ تم میری ہوگی۔ اسٹڈی سے فارغ ہوکر میں دن رات خود کو اسٹیبلش کرنے میں لگا رہا تاکہ جلد سے جلد تمہیں اپنا بنا سکوں لیکن شاید اس انتظار میں تمہارا ضبط جواب دے گیا تھا تب ہی تو تم مجھ پر برس پڑی تھی۔" اس کا ہاتھ تھامے نیم دراز وہ حکایت دل سنا رہا تھا۔ آخر میں اس کی طرف کروٹ بدل کر شرارت سے اسے دیکھا تو اس کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ پھیل گئی۔
"جی لگی ہے...... بہت زور سے لگی ہے لیکن آپ کو اس سے کیا...... جائیں پروجیکٹ پر کام کریں اپنا۔" اس نے شرارتی لہجے میں اس کا کہا جملہ دہرایا تو وہ بے ساختہ ہنسائی ہاتھوں سے چہرہ چھپا گئی۔
"کتنے برے ہیں آپ۔"
"جی بہت برا ہوں۔ تب ہی چھوٹی سی گڑیا مجھے برسوں سے چاہتی چلی آرہی ہے۔" وہ چھیڑ رہا تھا سارے حساب بے باق کررہا تھا۔
"توبہ ہے۔" رنم فاطمہ کو سوائے چھپنے کے کوئی راہ نظر نہیں آرہی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

جب بن مانگے بنا تمنا وہ کیے دلی خوشی جھولی میں آگرے تو انسان کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔ رنم فاطمہ بھی ان دنوں ہواؤں کے دوش پر تھی احسن کی ظاہری شخصیت جتنی پُرسحر تھی باطن اس سے کہیں زیادہ سحر انگیز تھا۔ احسن نے بھولے سے بھی محبت کا اظہار نہیں کیا تھا مگر نکاح کے بعد سے رنم فاطمہ اس کے انداز محبت کی اسیر ہوتی چلی جارہی تھی۔ وہ پل پل اس کا خیال رکھتا تھا ہر پہر اپنی محبت کا اظہار کرتا تھا وہ خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین لڑکی سمجھنے لگی تھی۔

احسن دو بھائی اور ایک بہن تھی۔ بڑا بھائی وجدان عرصہ سے لندن میں مقیم تھا۔ شادی کے بعد اس نے عریشہ کو بھی وہیں بلا لیا تھا۔ پھر احسن اور اس سے چھوٹی ثمرن تھی۔ والد ریٹائرڈ تھے اور گھر پر ہی ہوتے تھے احسن کی شادی کے سلسلے میں وجدان عریشہ اور ان کے دو بچوں کو پاکستان آنے کا موقع ملا تھا اور وہ لوگ آج کل چھٹیوں پر ہی تھے۔
رنم کی شادی کو مہینہ ہونے میں آگیا تھا احسن کی والدہ عریشہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ ثمرن بھی اپنا اسائنمنٹ پھیلائے وہی مصروف تھی۔ رنم فاطمہ تک سک سے تیار ہوکر لاؤنج میں آئی تھی۔
"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" عریشہ نے مسکرا کر روایتی دیورانی جٹھانی کے بغض سے پاک لہجے میں کہا۔ وہ نسبتاً ملنسار فطرت رکھتی تھی۔
"شکریہ بھابی۔" وہ شرما سی گئی۔
"کہاں کی تیاری ہے؟" ہما بیگم نے اس کے بجے سنورے روپ کو بغور دیکھا۔
"امی وہ...... احسن کی کال آئی تھی انہوں نے کہا تھا آؤٹنگ پر جائیں گے تیار ہوجاؤں۔" وہ جھجکتے ہوئے بتانے لگی۔
"اچھی بات ہے گھومو پھرو یہی دن ہیں۔" عریشہ نے اس کی جھجک دور کرنے کو حوصلہ بڑھایا۔
"روز ہی تم دونوں کہیں نہ کہیں آؤٹنگ کے نام پر نکل جاتے ہو اور گھنٹوں باہر گزار کر رات گئے تک لوٹتے ہو۔ احسن مرد ہے۔ مردوں کو ایسے چونچلے کرنے کی عادت ہوتی ہے شروع کے دنوں میں۔ تم پیچھے ہٹوگی تو وہ چپ کرکے بیٹھے گا نا لیکن نا جی آج کل کی لڑکیوں کو تو پھرنے کا چسکا لگا ہوا ہے۔ میاں کو اکسانی رہتی ہیں میں کچھ کہوں گی تو بری بنوں گی۔ مہینہ ہو چلا ہے تم دونوں کی شادی کو اب تم گرہستی کی طرف بھی دھیان دو۔ کچھ پکانا دکانا بھی آتا ہے تمہیں...... بھئی بیٹے کی پسند تھی ہم نے تو کچھ نہیں پوچھا

بس گئے اور رشتہ طے کرآئے۔" ہما بیگم روایتی ساس کا رنگ لیے پہلے رنم فاطمہ کو باتیں سنا تیں رہیں پھر آخر ان کا رخ عریشہ کی طرف ہوگیا۔ رنم کس قدر پھیکی پڑ چکی تھی۔

"جی...... کوکنگ کرلیتی ہوں۔" وہ دھیمے سے بول پائی۔

"اچھی کرتی ہو یا بری یہ تو جب کروگی تب خبر ہوگی۔ باقی گھر کے کام کاج میں دل چسپی ہے بھی یا نہیں؟" ہما بیگم بہ مشکل اپنے اندر کی کدورت کو چھپا پا رہی تھیں۔

"امی...... احسن کی پسند ہے ایسی ویسی تھوڑی ہوگی۔" عریشہ کو جیسے اس پر ترس آنے لگا۔

"جی سارا کام کرلیتی ہوں۔" وہ منمنائی سسرال نام کی گرہ کھلنے لگی تھی۔

"ہاں بھئی آج کل کی اولاد جس کسی کو سامنے لاکر کھڑا کردے اسے گلے کا ہار بنانا پڑتا ہے۔ ہمارا دور تھوڑی ہے کہ جس سے اماں ابا نے ہاتھ پکڑا دیا اس کے ساتھ ساری زندگی نبھادی۔ آج کی جنریشن تو پہلے عشق محبت کا کھیل کھیلتی ہے۔ اس کے ساتھ باپ کو جیسے تیسے بلیک میل کرکے اپنی پسند قبول کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ احسن کو ہی دیکھ لو اتنا فرماں بردار بچہ تھا میرا۔ کبھی میری کسی بات کو نہیں ٹالا اس نے۔ خاندان کے کتنے لوگوں کی خواہش تھی کہ وہ ان کا داماد بنے۔ لیکن اس نے کبھی دل چسپی نہیں لی۔ مجھے لگا کہ پڑھائی پر توجہ دے رہا ہے۔ وہ تو تب کھلا کہ یہ ساری تگ ودو کس لیے تھی۔ اس نے صاف کہہ دیا کہ وہ رنم فاطمہ سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اگر میرا انکار ہے تو یہ حکم کے خلاف نہیں جائے گا۔ ہاں لیکن کبھی شادی نہیں کرے گا اور سب کو پتا ہے وہ کتنا ضدی ہے۔ میں اسے بدظن نہیں کرسکتی تھی نا اسے ناخوش دیکھ سکتی تھی۔ اس لیے اسے مانگنے چلی گئی۔" ہما بیگم کی تفصیلات رنم فاطمہ کو بھگا ہوا جوتا محسوس ہورہی تھیں۔

احسن نے اسے نہیں بتایا تھا کہ اس نے کیسے اپنی فیملی کو راضی کیا اور اب ہما بیگم کی زبانی ساری کہانی سن کر وہ کچھ بول نہیں پائی۔

"احسن کا انتخاب غلط بھی نہیں ہے۔ ماشاء اللہ رنم فاطمہ بہت اچھی بہو ثابت ہوگی۔" عریشہ مسلسل اس کی حوصلہ افزائی کررہی تھی۔ ہما بیگم نے اختلاف نہیں کیا تو ان کے تاثرات بھی نہیں بدلے۔ ایسے میں اسائنمنٹ سے سر اٹھا کر ثمرن نے سوال کیا۔

"بھابی...... احسن بھائی اور آپ کی لو اسٹوری کب سے چل رہی تھی؟" اس سوال نے اسے مزید پانی پانی کردیا۔

"ہماری کوئی لو اسٹوری نہیں چلی۔" اس نے سچ کہہ دیا۔

"کیا بات کررہی ہیں؟ بھائی نے یونہی امی کو دھمکی دے ڈالی۔" ثمرن کے لہجے میں استہزا آگیا۔ ہما بیگم الگ تلخ مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہیں۔

"رنگیلا رنم......!" عریشہ کو بھی حیرت ہوئی۔

"جی بھابی...... نا میں نے ان سے کبھی بات کی نا کبھی احسن نے کوئی کوشش کی۔ پھر اچانک رشتہ آگیا۔" رنم فاطمہ نے پوری سچائی ان سب کے گوش گزار کی۔ ہما بیگم کے چہرے پر میں نا مانوں کے تاثرات آگئے۔

"حیرت ہے جب کہ احسن کئی بار مجھ سے تمہارا ذکر کرچکا تھا۔ شادی کے ذکر پر جب بھی اسے چھیڑتی تھی وہ تمہارا ہی نام لیتا تھا۔ ابھی پڑھ رہی ہے۔ ابھی چھوٹی ہے۔" عریشہ نے بھی اپنی حیرت کو زبان دی۔

"مجھے اس سلسلے میں کچھ نہیں پتا بھابی۔ میں لاعلم ہوں۔ ہماری بھی کوئی بات نہیں ہوئی کسی بھی حوالے سے۔" ثمرن اور ہما بیگم کے تاثرات اسے تکلیف دے رہے تھے۔ دونوں کے تاثرات ایسے ہی تھے جیسے لو میرج کے بعد آئی گھر میں بھابی اور بہو کو سننے پڑتے ہیں۔

"رہنے دو عریشہ...... گڑھے مردے اکھاڑ کر کیا ملتا ہے۔ جوان دونوں کی خواہش تھی وہ تو پوری ہوئی۔ یعنی شادی۔" ہما بیگم کے طنزیہ انداز پر رنم فاطمہ بے ساختہ اپنے ہیلز دیکھنے لگی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"احسن آپ نے اپنے گھر والوں کو کیسے راضی کیا تھا۔

رات وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔" وہ بے ساختہ مسکرا دیا۔

"آج یہ سوال کیوں آ گیا اس ننھے سے دماغ میں؟" اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے اس کے ہاتھ دو پل کو پیشانی پر رکے۔

"بتائیں نا؟" اس کے شانے سے سر اٹھا کر اصرار کرنے لگی۔ احسن اس کے ضدی انداز پر ایک بار پھر مسکرایا۔ سمجھ گیا تھا جواب لیے بنا اس کی جان نہیں چھوڑے گی۔

"جس دن تم سے ٹکر ہوئی میں نے تمہاری ساری گفتگو سن لی تھی۔ دل میں یہ ڈر بھی آ گیا کہ تمہاری فیملی نے کہیں اور تمہاری بات طے کر دی تو میں کیا کروں گا۔ اس لیے گھر آ کر میں نے امی کو اپنی خواہش بتا کر تمہارے متعلق بتایا۔ امی کچھ کنفیوز تھیں انہوں نے مجھے خاندان میں لڑکی دیکھنے کا بھی کہا مگر میں نے کہہ دیا کہ اگر تم سے شادی نہیں ہوئی تو میں کسی سے بھی نہیں کروں گا۔ بس پھر وہ مان گئیں۔" احسن نے پوری ایمان داری سے اس کے گوش گزار کیا۔ رنم فاطمہ اس کی سچ بولنے والی فطرت کی اسیر ہوگئی۔

"آپ بہت سچے ہیں احسن۔ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ آپ جیسا ہم سفر ملا۔" رنم کا لہجہ گلوگیر ہوگیا۔ احسن نے بے ساختہ اسے اپنے قریب کرلیا۔

"جب بھی تشکر کا احساس ہو تب اللہ کے حضور سجدہ شکر ادا کیا کرو۔ میں نے تمہیں بھی نہیں بتایا تھا۔ اپنی محبت سب سے چھپا کر رکھی تھی۔ یہ ڈر تھا کہ اگر بڑے ہوگئے اور انہیں پورا نہ کر سکا۔ فیملی کو راضی نہ کر سکا تو منہ کہاں دکھلاؤں گا لیکن اگر کسی کے سامنے میری دلی کیفیت عیاں تھی میرا کوئی راز دار تھا تو صرف اللہ...... میں نے اللہ کے سامنے اعتراف کیا تھا۔ اللہ مجھے تیری زمین پر تیری ہی ہوئی ایک بندی سے شدید محبت ہوگئی ہے۔ اسے پا لوں تو مجھے میری ادھوری ذات کا پورا حصہ لگتی ہے۔ میرا کر دے اور ہم دونوں کا ساتھ اتنا خوش گوار اور محبت بھرا ہو کہ ہم ایک دوسرے کی ہم سفری میں آسودہ رہیں کوئی پل بوجھ نہ لگے۔" احسن کی دل میں

اتر جانے والی باتوں نے رنم فاطمہ کی پلکیں نم کر دیں۔ وہ شخص اتنی دیانت داری سے اسے مانگ رہا تھا یہ احساس ہی اتنا خوش کن تھا کہ رنم فاطمہ کچھ بول نہ سکی اسے دل میں احسن کے لیے محبت کا سمندر مزید گہرا ہوتا محسوس ہو رہا تھا۔

"رنم......" وہ اس کے پاس ہی تھی مگر وہ اسے پکار کر مخاطب کرتا تھا اور پکار میں جو خاص محبت اور دل کی ہلچل تھی وہ رنم کے اندر اتر جاتی تھی۔

"جی......"

"تم نماز نہیں پڑھتیں؟" انگلیاں بالوں میں پھنسی ہوئی تھیں۔ اس کا سر تھام کر اس کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کیا۔ وہ بغور اس کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔ رنم فاطمہ کی پلکیں لرزیں پھر نگاہیں کچھ شرمندہ ہو کر جھک گئیں۔

"جی...... کبھی کبھی۔" اس کی آواز دھیمی تھی۔

"او کے...... لیکن اب سے تم کوشش کرنا کہ پانچ وقت کی نماز پڑھو۔ مجھے خوشی ہوگی۔ پانچ وقت کی نہیں پڑھ سکتیں تو تین چار وقت کی ضرور پڑھنا۔ جب آہستہ آہستہ عادت بن جائے گی تو تمہیں خود اگلی نماز کی ادائیگی کے لیے بے چینی ہوگی۔" وہ بہت ہولے ہولے اس کے بالوں میں انگلیاں پھیر رہا تھا۔ رنم فاطمہ کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔ وہ پلکیں جھپک کر نیند کو بھگا رہی تھی۔

"نماز سے متعلق جھوٹ نا بولنا۔ نا بھی پڑھو تو مجھے سچ بتا دینا۔"

"احسن آپ اتنے اپ ٹو ڈیٹ نظر آتے ہیں۔ آپ کو دیکھ کر کوئی بھی یقین نہیں کر سکتا کہ آپ مذہب کے معاملے میں اتنے حساس ہیں۔ روزے نماز کو اپنی زندگی میں اولیت دیتے ہیں۔" کئی دنوں سے ذہن میں گونجتے سوال پر رنم فاطمہ بول اٹھی۔ احسن ہولے سے مسکرایا۔

"مذہب سے محبت کا تعلق دل سے ہے۔ بھلے میں ظاہری دنیا کے رنگ میں ماڈرن لگتا ہوں مگر مجھے احکام شریعت پر چلنا ہے۔ یہ شاید میری دنیا سے محبت ہی ہے جو میں اپنے روپ کو اسلام کے رنگ میں پیش نہ کر سکا۔ شرعی

داڑھی شرعی حلیہ کو فالو نہ کرسکا۔ اللہ مجھے اس کی توفیق دے۔ لیکن میں اس حال میں بھی خوش ہوں کہ میرے دل میں اسلام اور پیغمبر کی محبت بہت زیادہ ہے۔ شاید شرعی حلیہ دکھا کر میں لوگوں پر تو ثابت کردوں کہ میں پیغمبر اسلام کے بتائے راستے پر چل رہا ہوں۔ شاید مجھ میں دکھاوا، خود نمائی آجائے اور میں دل میں اسلام کو جاننے اور اس کی محبت میں مزید رنگنے کی خواہش کو گھن لگ جائے۔ اللہ ہمیں روز محشر داڑھی یا ٹخنوں سے اونچی شلوار دیکھ کر جنت نہیں دے گا۔ ہم میں سے سب سے زیادہ متقی پرہیزگار کو ہمارے اعمال پر ہمیں جنت کی خوش خبری دے گا۔ اس لیے میں ظاہر سے زیادہ باطن پر توجہ دیتا ہوں۔ اور میری خواہش ہے میری شریک سفر بھی اس میں میرے ہم قدم ہو۔" احسن اسلام پر سحر انداز اپنے افکار بیان کررہا تھا۔

"بسو کیا تمہارے گھر والوں نے تمہیں نماز و قرآن پڑھنے کی تعلیم نہیں دی؟" نماز مغرب کا وقت تھا۔ ہما بیگم وضو کرکے چادر لپیٹتی لاؤنج سے گزریں تو رنم فاطمہ ایل ای ڈی آن کیے بیٹھی تھیں۔ اس کا کوئی پسندیدہ پروگرام آرہا تھا اور پھر نماز پڑھنے کا خیال بھی کم ہی آتا تھا۔ ایسے میں مغرب کی اذان ہوئی تو عریشہ اور ثمرن وضو کرنے کے ارادے سے اٹھ گئیں جو ساتھ ہی پروگرام دیکھ رہی تھیں۔ ہما بیگم ادھر آنکلیں اور اس کی نظریں اسکرین پر مرکوز دیکھ کر ناگواری کا اظہار کرنا نا بھولیں۔

ہما بیگم خود کو صوم وصلوۃ کی پابند ظاہر کرتی تھیں۔ ہمہ وقت ہاتھ میں تسبیح ہوتی تھی۔ جس کے دانے آگے پیچھے کرتے وہ زمانے بھر کی باتیں بھی کرلیتی تھیں۔ دوستوں رشتے داروں سے فون کال پر بات بھی ہوتی رہتی تھی۔ مگر ان کے دانے گرنے میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

"جی وہ....." رنم فاطمہ ریموٹ رکھ کر جلدی سے کھڑی ہوئی۔

"خیر سے بڑی ہوگئی ہو شادی ہوگئی ہے۔ نماز تو تم پر فرض ہی ہوگی۔" ہما بیگم کا لہجہ کٹیلا ہوگیا۔ "جب تم خود اسلام سے اتنی دور ہو تو اپنی نسلوں کو کیا سکھاؤ گی۔ دنیاوی ڈگری لے کر فیشن کے کپڑے پہن کر مغرب کی تقلید کرو۔ اذان کے وقت ایل ای ڈی کے آگے بیٹھی رہو۔" ہما بیگم کو اچھا موقع ملا تھا اپنا غصہ نکالنے کا۔ رنم فاطمہ چپکی کھڑی رہی۔

"السلام علیکم!" احسن بیگ اٹھائے داخل ہوا تھا۔ اس نے ہما بیگم کے کلمات سن لیے تھے۔ اس کی آمد پر رنم فاطمہ مزید شرمندہ ہوکر سر جھکا گئی۔

"کیا ہوا مما؟" ہما بیگم کے ناگوار تاثرات کو دیکھتے بیگ صوفے پر رکھتے اس نے استفسار کیا۔ ایک نظر رنم فاطمہ کے جھکے سر پر ڈالی۔

"یہ تم اپنی لاڈلی چہیتی بیوی سے پوچھو۔ جسے نا اذان کا احترام ہے نا نماز کی فکر۔" ہما بیگم چمک کر بولیں۔ رنم فاطمہ کے قدم زمین میں جیسے جمنے لگے۔

"ہزاروں لڑکیاں تھیں۔ خاندان میں مگر تمہیں بھی سر پھوڑنا تھا تو یہاں جسے دنیا کی پڑی ہے۔ دین کے متعلق کچھ خبر نہیں۔ جانے ماں باپ نے کیسی تربیت کی ہے۔" ہما بیگم جلے دل کے پھپھولے پھوڑے جارہی تھیں۔ رنم فاطمہ کو ہما بیگم کی بات گالی کی طرح لگی۔ اس کے عمل پر انگلی والدین کی تربیت پر اٹھنے لگی تھی۔

"مانا رنم کی کوتاہی ہے امی۔ مگر یہ درست طریقہ نہیں کسی کو سمجھانے کا۔ دین ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ اگر ہم نماز روزے کے پابند ہیں تو بے نمازی کو حقیر نظروں سے دیکھیں۔ رہی بات تربیت کی تو یہ رنم کے والدین کی تربیت ہی ہے جو اتنا کچھ سننے کے باوجود اس نے آپ کے سامنے آج تک ایک لفظ نہیں کہا۔ ورنہ ثمرن آپ سے دوبدو زبان لڑاتی ہے۔" احسن نے حقیقت کا آئینہ ہما بیگم کو دکھایا تو وہ اور بھڑ بھڑا گئیں۔

"لو بیوی کی سائیڈ۔ زن مرید ہو۔ ماں کی پسند سے کی ہوتی شادی تو صوم وصلوۃ کی پابند لڑکی لاتی۔ مجھے ہمیشہ یہ گلہ رہے گا کہ تم نے اپنی پسند کو اولیت دی۔" ہما بیگم کا لہجہ اب کے نم ہوگیا۔ احسن نے آگے بڑھ کر ہما بیگم کو دونوں شانوں سے تھام کر چند قدم چل کر انہیں صوفے پر بٹھایا

اور خود بھی ساتھ بیٹھ گیا۔

''تم بھی بیٹھ جاؤ تمہیں کسی نے سزا دی ہے۔'' احسن نے نرم لہجے میں انگلیاں سر وقتی رنم فاطمہ کو مخاطب کیا۔

''میری اچھی مما...... میں بھی آپ کی پسند کو اپنانے سے انکار نہیں کرتا اگر جو مجھے رنم فاطمہ سے محبت نہ ہوتی۔'' ہما بیگم کے دونوں گھٹنے تھا مے وہ نرم لہجے میں انہیں بہلا رہا تھا۔ رنم فاطمہ کو اپنے گال تپتے محسوس ہوئے۔

''کیا ہوتا جو تم میری پسند سے شادی کر لیتے؟'' ہما بیگم کو یہ قلق ہی نہیں بھول رہا تھا۔ ''دنیا کے ہزاروں لڑکے لڑکیاں محبت کرتے ہیں مگر شادی ماں باپ کی پسند سے کرتے ہیں۔ ایک تم کر لیتے تو کیا برا ہو جاتا۔'' ہما بیگم ضدی بنی ہوئی تھی۔

''بے شک ایسا ہے اور ہو رہا ہے ہماری سوسائٹی میں لیکن میں ایسا بھی نہیں کر سکتا تھا۔ آپ کی بلیک میلنگ سے شادی کر لیتا۔ اسے گھر لے آتا۔ پھر نام شادی دو فریق کے بیچ ایک معاہدہ ہے۔ جس میں صرف بیچ چلتا ہے۔ میں ایک ایسی لڑکی کو اپنے ساتھ کیسے بسا سکتا ہوں جس کے لیے میرے دل میں کوئی جذبات نہ ہوں۔ نہ میں اسے پیار دے سکوں نہ وقت۔ اس کے ساتھ وقت گزارتے ناگواری محسوس کروں۔ کیا یہ نکاح جیسے مقدس رشتے کی توہین نہیں اور کیا آنے والی کے ساتھ زیادتی نہیں؟ میں نے ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں رنم فاطمہ کو اپنی زوجیت میں لیا ہے۔ اس کی خوشی کا خیال رکھنا۔ اس کے ہر پل کا احساس بھی مجھے ہوتا ہے کیونکہ میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ جب کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتی تو شاید میں کبھی سرِ شام گھر لوٹنے کی کوشش نہ کرتا۔ اسے بھی خوش نا رکھتا تو گناہ میرے سر پڑتا۔ اللہ مجھ سے حساب لے گا کہ میں نے جسے اپنی زوجیت میں لیا اسے خوش رکھا؟ اس کی ذمہ داری خوش اسلوبی سے نبھائی؟ اللہ میری بیوی کے متعلق میرے ماں باپ سے حساب نہیں لے گا۔'' احسن نرم لہجے میں اپنا نکتہ نظر واضح کر رہا تھا۔ جو سو فیصد درست تھا۔ زور زبردستی سے کی شادی کامیاب نہیں ہوتی۔ زور زبردستی سے رشتہ جڑ تا ہے دل نہیں اور جب شادی جیسے مقدس بندھن میں محبت، فکر احساس نا ہو تو فقط ایک کاغذ کا رشتہ رہ جاتا ہے۔ جس میں صرف جسم کا وجود رہ جاتا ہے۔ تب ہی تو لوگ دل میں کسی کو رکھتے ہیں رشتے میں کسی سے جڑے رہتے ہیں۔ نتیجتاً گناہ گار ٹھہرتے ہیں۔''

''تمہاری باتوں میں میری نماز نکل جائے گی۔'' ہما بیگم متفق ہوئی تھیں مگر قبول کرنا سرشت میں نہیں تھا۔ وہ اٹھ کر نماز کو چل دیں۔ ان کے جانے کے بعد احسن نے بغور اسے دیکھا۔ وہ ڈسٹرب سی تھی۔ احسن اٹھ کر اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کے سامنے اپنا مضبوط ہاتھ پھیلایا۔ رنم فاطمہ نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

''شرف بخشنا پسند فرمائیں گی ڈیئر وائف......'' وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ نرم گرم تاثر اس کے چہرے پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کے تاثرات سے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ ابھی کچھ دیر قبل رنم فاطمہ کی وجہ سے اسے تلخ باتیں سننا پڑی تھیں۔

''انتظار کر رہا ہوں......'' اصرار پر رنم نے اپنا نازک سا ہاتھ اس کی پھیلی ہتھیلی پر رکھ دیا۔ احسن نے اس کے ہاتھ کو نرمی سے کھینچ کر اسے مقابل کھڑا کیا۔

''میری بھی جماعت مس ہو گئی ہے آؤ نماز پڑھتے ہیں۔'' اسے بازو کے گھیرے میں لیے صوفے سے بیگ اٹھاتے احسن اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

رنم فاطمہ کی میکے آمد پر ہر کوئی خوش تھا۔ گھر میں لوگ ہی کتنے تھے۔ پپا سعودیہ میں تھے۔ عالیان اور مماہی تھیں ایسے میں دادی آ جاتی تھیں چھوٹے چاچو کے پاس سے تو گھر میں رونق ہو جاتی تھی۔ ابھی بھی دادی کو دیکھ کر رنم فاطمہ کی چیخ نکل گئی۔

''ارے دادی......!'' وہ بھاگ کر ان تک آئی اور ان کے وجود کے گرد گھیرا ڈال کر بیٹھ گئی۔

''کیسے ہو بہنوئی صاحب۔'' عالیان نے خوش دلی سے احسن کو بھینچ لیا۔ اسے اپنا دوست مزید عزیز تر ہو گیا تھا۔ رنم

پاس کتنی خوش تھی چند مہینوں میں یہ سب پر کھل گیا تھا۔

"تمہارے سامنے ہوں۔" احسن نے بھی خوش دلی سے جواب دیا۔ دادی کے سامنے سر جھکا کر پیار لیتے ہوئے کورنش بخشی۔

"ماشاءاللہ..... دونوں کتنے خوش ہیں، یہ ان کے چہروں سے ظاہر ہے۔ نظر بد سے بچائے اللہ میرے بچوں کو آمین۔" دادی جان نثار نظروں سے رم کے کھلے کھلے چہرے کو دیکھ رہی تھیں۔ سب کی نظریں رم فاطمہ کے چہرے پر اٹھ گئیں۔

"توبہ ہے آپ سب مجھے کیوں دیکھ رہے ہیں۔" اس نے شرما کر دادی کے شانے پر منہ چھپالیا۔ سب کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"آپ نے کیوں زحمت کی ماما میں بنالیتی نا۔" ماما کے ہاتھ میں شربت کی ٹرے دیکھ کر اس نے خفت سے کہا۔ رم فاطمہ نے سب سے پہلے دادی کو شربت کا گلاس پیش کیا وہ بڑی تھیں اور ماما نے بچپن سے یہی تربیت کی تھی کہ پہلے بڑوں کا خیال رکھنا ہے۔ سب کو گلاس سرو کرکے رم اپنا گلاس لے کر دادی کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"بھئی رم تمہارے قسم قسم کے مشروبات کو بہت مس کرتا ہوں۔ جب سے یہ بیکری میڈ مشروب پیتا ہوں۔" عالیان نے گلاس لہراتے ہوئے دونوں کو یاد کیا۔

"بھئی ہماری رم تو ہرفن مولا ہے بس ایک ہی شکایت رہی اس سے۔" دادی نے سراہتے ہوئے آخر میں ٹھنڈی آہ بھری۔

"کون سی شکایت دادی؟" احسن نے دلچسپی دکھائی۔ رم فاطمہ کے چہرے پر سے مسکراہٹ غائب ہونے لگی۔

"یوں تو ہماری رم لاکھوں میں ایک ہے۔ ہر کسی کو خوش رکھتی ہے لیکن جانے کیوں اللہ کو خوش رکھنے کے معاملے میں کوتاہی کر جاتی ہے۔" دادی کو افسوس ہوا۔

"بچپن سے یہ وقت آ گیا ہے مگر آج تک اسے دل سے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ جانے کب یہ خوشی دیکھنا نصیب ہوگی۔" دادی کا لہجہ پست ہوگیا۔ رم فاطمہ کو شرمندگی ہونے لگی۔

"فکر نہ کریں دادی آ جائے گی عقل اسے۔" احسن نے تسلی دی۔ رم فاطمہ نے ایک خفگی بھری نظر احسن پر ڈالی۔

"جانے کب عقل آئے گی۔ بچی تھوڑی ہے جب سے شادی ہوگئی ہے۔" دادی پھر کچھ ناراض سی تھیں۔

"کچھ بچے شادی کے بعد بھی بڑے نہیں ہوتے دادی۔" احسن مسکرا کر بولا تو عالیان زور سے ہنسا۔

"جانے کب بڑی ہوگی۔ کل کو خود کی گود میں بچہ آ جائے گا تب بڑی ہوگی۔" دادی کو فکر لاحق ہوئی۔ عالیان ماما کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ جو انہیں کچھ ضروری چیزیں بازار سے لانے کا کہہ رہی تھیں۔

"تیاری کرواب تو دادی نے بھی پیشن گوئی کردی۔" احسن کا شوخ جواب اسے جھینپنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"تم ہی اسے سمجھایا کرو، تم تو شوہر ہو۔" دادی کی زندگی کا شاید ایک ہی مقصد رہ گیا تھا جسے وہ پورا ہوتے دیکھنا چاہتی تھی۔

"آپ بے فکر رہیں دادی۔ ان شاءاللہ جلدی ہی رم کو اسی رنگ میں دیکھیں گی جس میں آپ دیکھنا چاہتی ہیں۔" احسن پُرعزم تھا۔ رم فاطمہ، ماما اور عالیان کے پیچھے باہر گئی تھی۔ غالباً انہیں اہتمام کرنے سے روکنے کے لیے تب ہی احسن کو دادی کو سمجھانے کا موقع ملا۔

"ماشاءاللہ..... اللہ تمہاری زبان مبارک کرے۔" دادی کو احسن بہت پسند تھا اور پوتی سے بڑھ کر عزیز ہو گیا تھا۔

"کیا ہوا ڈیئر وائف..... مسنگ یو۔" احسن نے ٹیکسٹ کیا اور اسے خبر تھی رپلائے جلدی آ جائے گا۔

"کیا اب اس گھر میں شرم و حیا بھی ختم ہوگئی ہے۔" رم فاطمہ کچن میں چائے بنا رہی تھی۔ احسن کچھ دیر قبل آفس سے لوٹا تھا۔ وہ شاور لینے گیا تو رم فاطمہ کچن میں چلی آئی۔ گھر میں اس وقت صرف خواتین ہی ہوتی تھیں۔ ایسے میں وہ بے دھیانی میں بنا دوپٹے کے کچن میں آ گئی تھی کہ

اس کا روم کچن کے ساتھ ہی تھا۔ اسے خبر ہی نہ ہوگی کہ کسی ضرورت کے تحت وجدان کچن میں آیا اور اسے بنا دوپٹے کے دیکھ کر الٹے قدموں کچن سے نکل کر تیز آواز میں چلانے لگا۔ کچھ نا سمجھتی رنم فاطمہ کچن کے خارجی راستے تک آئی۔

"حد ہوگئی اب بندہ گھر کے کسی بھی کونے میں جانے سے پہلے اعلان کرے۔" کچن سے ملحق لاؤنج میں کھڑا سخت برہم نظر آ رہا تھا۔ آناً فاناً ہما بیگم اور ثمرن بھی اس شور پر بھاگی چلی آئیں۔

اپنے روم میں آئینے کے آگے کھڑا احسن وائٹ شرٹ اٹھا کر پہننے لگا تھا۔ شور کی آواز پر شرٹ کی آستین ڈالتے وہ بھی روم کے دروازے تک آیا۔ رنم فاطمہ وائٹ شلوار سوٹ میں ٹخنوں سے اوپر شلوار کیے شرعی داڑھی اور سر پر ٹوپی لیے اپنے جیٹھ وجدان کو حیرانگی سے دیکھ رہی تھی۔ وجدان سے باقاعدہ آج تک بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ الگ تھلگ رہتا تھا۔ لندن جیسے ملک میں رہ کر اپنا حلیہ نہیں بدلا تھا۔

"حالانکہ مجھے وہاں شرعی حلیے پر لاکھ مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے اور یہاں گھر کی عورت کا حال برا ہے۔ تف ہے۔" وجدان ملامت سے کہہ رہا تھا۔

"او بے حیا۔۔۔ شرم سے ڈوب مر اب بھی تن کے کھڑی ہے۔" ہما بیگم نے سخت نفرت سے رنم فاطمہ کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو رنم فاطمہ جیسے ہوش کی دنیا میں لوٹی۔

"کیا ہوا بگ بی؟" احسن کی نظر ابھی تک رنم فاطمہ پر نہیں پڑی تھی۔ شرٹ کے بٹن بند کرتے اس کے ہاتھ ک گئے تھے۔ ہما بیگم کا تحقیر آمیز جملہ کانوں میں گونجا۔ ں نے ارد گرد کا جائزہ لیا اور رنم فاطمہ کو بنا دوپٹے کے دیکھ ر وہ اس تک آیا۔

"یہ تم اپنی بیوی سے پوچھو۔ جسے اسلامی طور طریقے کی ضرورت ہے۔ اسے سکھاؤ کہ مسلم عورتیں اتنی بے ی سے گھر میں نہیں دندناتی پھرتیں۔" وجدان اپنے نظریے کا سخت تھا۔ وہی سختی اس کے لہجے میں تھی۔

"ہر کسی کے گھر کا ماحول الگ ہوتا ہے بگ بی۔ رنم کو دھیان نہیں رہا ہوگا کہ آپ گھر میں موجود ہیں۔" احسن رنم فاطمہ کے وجود کے آگے ڈھال بنا کھڑا تھا۔ رنم فاطمہ نے نمناک نظروں سے اس کی چوڑی پشت کو دیکھا جس کے پیچھے وہ سب کی حقارت بھری نظروں سے چھپ سی گئی تھی۔

"تو صوم وصلوٰۃ کی پابند اور حجاب وحیا کو دھیان میں رکھنے والی لڑکی پسند کرنی تھی نا۔ تم نے اپنی ضد تو کر لی اور ہم سب کو امتحان میں ڈال دیا ہمیں گناہ گار بناؤ۔" وجدان احسن کو گھور رہا تھا۔

"ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم ذرا خود کو متقی پرہیزگار سمجھنے لگیں تو دنیا کا ہر بندہ کافر نظر آتا ہے۔ پیغمبر اسلام نبی ﷺ نے ہمیں یہ درس نہیں دیا۔" احسن نے ناگوار لیکن نرم لہجے میں کہا۔ ثمرن خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی۔ ہما بیگم کے چہرے پر ناگواری صاف ظاہر تھی۔

"ایک دفعہ پیغمبر اسلام نبی ﷺ نے ایک ہندو لڑکی کو بنا دوپٹے کے دیکھا تو اس کے سر پہ آنچل ڈال دیا۔ لوگوں نے کہا یہ ہندو ہے۔ تب انہوں نے بہت نرمی سے اپنا مطمع نظر واضح کیا تھا۔ کیا ہم وہی نرمی اپنے اندر نہیں لا سکتے۔ سختی کرے اور خود کو اعلا وارفع سمجھنے کا درس ہمیں ہمارا اللہ جب نہیں دیتا۔" احسن کے نرم لہجے پر ماحول میں سناٹا چھا گیا۔

"رہنے دو وجدان ان تلوں میں تیل نہیں۔" ہما بیگم نے ناگواری سے کہا۔ رنم فاطمہ نے سہم کر پیچھے سے احسن کو تھاما۔ احسن کو اس کی دلی کیفیت کا اندازہ ہوگیا تھا۔ وجدان بنا کچھ کہے تلملاتا ہوا چلا گیا تھا۔ شاید سچ برداشت نہیں ہوا تھا۔ ہما بیگم بھی ہونہہ کرکے چلی گئیں تو ثمرن بھی ان کے پیچھے چل دی۔

"تم لوگ جاؤ چائے میں بناتی ہوں۔" عریشہ نے کہتے ہی کچن کی طرف پیش قدمی کر دی تھی۔ احسن نے دایاں ہاتھ پیچھے لے جا کر اس کی مٹھی پر اپنا ہاتھ رکھا اور نرمی سے قمیص چھڑا کر اس کی سمت پلٹا۔ اس کا ہاتھ ہنوز ہاتھ میں تھا۔ اس کی شرٹ دبوچے وہ ہراساں ہرنی کی طرح

آنکھوں سے اس کے بے حد پاس تھی۔ احسن نے اپنا دایاں بازو اس کی کمر کے گرد حصار کیا اور اسے ساتھ لیے کمرے کی سمت بڑھ گیا۔ اس کے قدم من من بھر کے ہورہے تھے۔

کمرے میں آ کر احسن نے دروازہ بند کیا اور نم فاطمہ کا ضبط جواب دے گیا۔ احسن کے وجود کو سختی سے دبوچے وہ شدت سے رو دی تھی۔ اس نے بہت مست ملنگ زندگی گزاری تھی۔ گھومنا پھرنا' کھانا پینا' دوستیاں کرنا' بے فکری تھی۔ ہاں اتنا شعور تھا کہ ہر سوٹ کی ساتھ دوپٹہ ہوتا تھا۔ بنا دوپٹوں کے گھومتی عورتوں کو دیکھنے کے باوجود اس نے کبھی دوپٹا نہیں چھوڑا تھا۔ بھلے گلے میں ہی کیوں نا ہو۔ ماما اور دادی کے بقول دوپٹے کے بنا سوٹ کا کوئی وجود نہیں تھا۔ گھر میں سارا دن کوئی نہیں ہوتا تھا۔ یونیورسٹی میں دوپٹا شانوں پر ہوتا تھا۔ گھر آتے ہی جانے کس کونے میں چھپ جاتا تھا۔ ایسے میں کوئی اچانک آ جاتا تو دوپٹے کی ڈھنڈیا مچی تھی۔ ماما دادی سے کئی بار ڈانٹ پڑ چکی تھی لیکن اثر نہیں ہوا تھا۔

لیکن آج اس عادت کی وجہ سے احسن کو اس کی وجہ سے جتنی سبکی اٹھانی پڑی تھی یہ احساس اسے بدحواس کر گیا تھا۔ تو ذلت کا احساس رلا رہا تھا آنسوؤں سے بھیگا گلابی چہرہ اور گلابی آنکھیں اس کے سامنے تھیں۔ ہچکیاں لیتی وہ سیدھی دل میں اتری جارہی تھی۔ وہ اس کی آنکھوں پر جھکا تھا۔ نم فاطمہ کی تیز سسکی نکلی تھی۔

"بس بندو..... بس کردو۔"

"سوری احسن..... مجھے بالکل دھیان نہیں تھا کہ وجدان بھائی گھر میں ہیں ورنہ..... "سر اٹھائے متورم گلابی آنکھوں سے اسے دیکھتے وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر لب کاٹنے لگی احسن ہولے سے مسکرا دیا۔

"مجھے معلوم ہے میری جان تم جان بوجھ کر ایسی حرکت نہیں کرسکتی تھیں۔ لیکن حجاب عورت کا حسن ہے۔ گرمیوں کا بہانہ کر حجاب سر سے اتار دیتی ہیں اور شیطان سر پر سوار ہوجاتا ہے۔ گرمی امہات المومنین کے وقت میں بھی پڑتی تھیں مگر انہیں جہنم کی گرمی کا خوف ان کے سروں سے حجاب کو اترنے نہیں دیتا تھا۔" احسن بے حد نرم لہجے میں اسے بتا رہا تھا۔ اگر اس کی جگہ ابھی کوئی اور ہوتا تو کمرے میں آتے ہی اپنا فیصلہ اس پہ اٹل کر لفظوں کی برچھی چلا کر حکم صادر کردیتا کہ آئندہ بنا دوپٹے کے نہ گھومو یا آئندہ سے حجاب لوگی۔ وہ سمجھا رہا تھا تو ان عظیم ہستیوں کی مثال دے کر جن کی تقلید سے آخرت روشن تھی۔

"سوری احسن میں پوری کوشش کروں گی کہ آئندہ میری وجہ سے آپ کو کوئی شرمندگی نا ہو۔" وہ صدق دل سے کہہ رہی تھی۔ اس پر بہت جلد کھل گیا تھا کہ وہ اس گھر میں ناپسندیدہ ہستی ہے اور اگر اس کے رنگ ڈھنگ سے احسن کے دل میں بھی میل آ جاتا تو وہ کیا کرتی۔

"مجھے خوشی ہوگی میری جان۔" احسن نے مسکراتے ہوئے اسے اپنے وجود کا مان بخشا تھا وہ اس کے لیے ہر ناساعد حالات کا مقابلہ کرنے کو کھڑا تھا۔

❀ ❀ ❀ ❀

"بہت خوش قسمت ہو تم کہ تمہیں احسن جیسا ہمسفر ملا ہے جو ہر جگہ تمہاری ڈھال بن جاتا ہے۔ کبھی کچھ یہ نا کرے کہ اس کا دل دکھے یا وہ اپنی پسند پر پچھتائے۔" اگلے روز اس کے ساتھ ہنڈیا پکاتی عریشہ کہہ رہی تھی۔ نم فاطمہ مسکرا دی۔ اسے احسن کی تعریفیں سننا اچھا لگ رہا تھا۔

"شادی کے ایک ماہ بعد وجدان لندن چلے گئے تھے مجھے وہاں بلانے میں انہیں تقریباً ایک سال لگا اور یہ ایک سال میں یہاں رہی تھی سب کے ساتھ۔ سب میرے ساتھ ٹھیک تھے۔ شاید اسی لیے کہ میں اس خاندان کی ہوں۔ پھوپو نے بھی ساس والا رویہ نہیں رکھا تھا نا ثمرن نے نند والا۔ احسن کا رویہ ایسا ہی تھا جیسے بحیثیت کزن پہلے تھا۔ بھابی بننے کے بعد ہاں ضرورت کے تحت تھوڑی باتیں کرلیتا تھا۔ ورنہ جب تک کزن تھی تو سلام دعا سے زیادہ کبھی اس نے کوئی بات نہیں کی۔ ہم سب کزنز کی بہت اچھی دوستی رہی ہے۔ سب ساتھ ہی دل کی باتیں کرتی تھیں۔ کتنی ہی کزن احسن کو پسند کرتی تھیں مگر اس نے بھی

کسی کو گمان نہیں ڈالی۔ چچا کی بیٹی فروا اس پر مرتی ہے۔ پچھلے سال خاندان میں شادی تھی میں بھی آئی ہوئی تھی۔ فروا نے بے حد رکی اظہار محبت بھی کردیا اور احسن نے اسی وقت چھوٹتے ہی کہہ دیا تھا۔ وہ کسی اور سے محبت کرتا ہے اور اسی سے شادی کرے گا۔ بھری محفل میں انکار پر فروا نے اسے اپنی بے عزتی گردانا تھا۔ اس نے چچا اور چچی جان کو فورس کیا کہ وہ پھوپو سے اس کے لیے احسن کا رشتہ مانگیں وہ ہر حال میں احسن سے شادی کرے گی۔ چچا اور چچی رشتہ لے کر آئے۔ انہوں نے جہیز کے نام پر لاکھوں کی پراپرٹی بھی احسن کے نام کرنے کی آفر کردی۔ پھوپو کو کیا اعتراض ہوسکتا تھا۔ انہوں نے پھوپا جان سے بات کی اور اپنے تئیں رشتہ پکا کردیا۔ احسن کو خبر ہوئی تو اس نے پورے خاندان کے سامنے کہہ دیا کہ وہ فروا سے شادی نہیں کرے گا اور نہ ہی اس رشتے کو مانتا ہے جو اس کی مرضی کے بنا طے ہوا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی امید رکھی جائے...... پھوپو نے ایموشنل بلیک میلنگ کی تو اس نے گھر چھوڑ دیا۔ ایک ہفتہ گھر سے لاپتا رہا۔ کسی کو علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے' کیسا ہے؟ خاندان کے سارے لوگ پھوپو اور چچا چچی کو لعن طعن کرنے لگے کہ زبردستی کا رشتہ جوڑ کر کیوں دو گھرانوں میں نفرت کی دیوار اٹھا رہے ہو۔ چچا اور چچی کو یہ بات سمجھ آ گئی اور یوں رشتہ ختم ہوا۔ فروا کچھ کرتی اس سے پہلے چچا نے اس کا رشتہ امریکہ میں اپنے بھانجے سے طے کردیا۔ چٹ منگنی پٹ بیاہ کرکے معاملہ رفع دفع ہوا تھا۔"

"یہ کب کی بات ہے بھابی؟" رنم فاطمہ غور سے سن رہی تھی۔

"ڈیڑھ سال ہوگیا تقریباً۔" عریشہ نے سوچتے ہوئے کہا۔

"تب میں نے اس سے پوچھا تھا کہ کون ہے وہ لڑکی جس کے لیے تم نے پورے خاندان سے بیر باندھ لیا۔ وہ ٹال گیا تھا۔ تب اس نے تمہارا نام لیا تھا۔"

"رنگیلی بھابی......!" عریشہ مسکرائی۔

"یہ بہت حیرت انگیز اسٹوری ہے میرے لیے۔ شادی سے پہلے ناں احسن نے کبھی مجھ سے کوئی بات کی نہ کبھی اظہار کیا۔ ہاں شادی کے بعد ضرور بتایا کہ وہ بھی مجھ سے پہلی نظر میں محبت کر بیٹھے۔" اس کا استعجاب سے برا حال تھا۔

"اگر یہ سچ ہے جو تم کہہ رہی ہو تو تم سے زیادہ تم دونوں کی لو اسٹوری پر مجھے حیرت ہے۔" عریشہ نے مسکراتے ہوئے ہنڈیا چولہے سے اتاری۔ رنم فاطمہ آٹا گوندھ کر پیڑا بنا کر فارغ ہوئی تھی تب اس کے سیل فون کی ٹون بجی۔

"کیا ہوا ہے جانو۔ مسنگ یو سیج۔" پڑھ کر اس کے لبوں پر مسکراہٹ کو دیکھتے عریشہ نے اس کے گال پر چٹکی بھری تھی وہ شرما گئی۔

"تعریفیں سن رہی ہوں ایک ہیرو کی۔" اس نے لب دبا کر مسکراتے ہوئے ریپلائی کیا۔

"کون ہے وہ خوش قسمت جس کی آپ تعریفیں سن رہی ہیں۔"

"ہے نا کوئی...... آئی لو ہیم ٹو مچ۔" رنم فاطمہ نے مزا لیا۔

"اوہو......! میں بہت جل رہا ہوں۔" احسن نے مصنوعی آہ بھری۔ رنم فاطمہ کی مسکراہٹ میں مان کا احساس اور گہرا ہوگیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

عریشہ اپنے میکے گئی تو۔ ہما بیگم بھی ساتھ ہولی تھیں۔ ثمرن کالج میں تھی۔ رنم فاطمہ کی طبیعت کچھ ناساز تھی۔ احسن آفس جانا نہیں چاہ رہا تھا۔ اس کی طبیعت کی خرابی اور اکیلے پن کی وجہ سے لیکن رنم فاطمہ نے یقین دہانی کروائی تھی کہ وہ آرام کرے گی۔ تب کہیں سختی سے آرام کرنے کی تنبیہہ کرکے وہ مانا تھا۔ مگر چند گھنٹوں میں کئی بار کال کرکے اس کی طبیعت کے متعلق پوچھ چکا تھا۔ بھوک کا احساس ہوا تو وہ اٹھ کر کچن میں چلی آئی۔ اپنے لیے چیز سینڈوچ اور جوس بنانے لگی۔

"واؤ رنم فاطمہ ڈلیش۔ شاباش ہے تمہیں۔" جوس کا گھونٹ بھر کر ٹیسٹ کرتے اس نے جیسے خود کو داد دی۔ اور

ٹرے میں سینڈوچ کی پلیٹ اور جوس کا گلاس رکھ کر پلٹی تو بری طرح ٹکرا گئی۔ اس کی چیخ نکل گئی۔

"ارے ڈرو مت میں ہوں۔" مقابل نے اس کے لڑکھڑاتے قدم پر اس کی کمر کے گرد ہاتھ ڈال کر اسے سنبھالا۔ رنم فاطمہ کو جیسے جلتے کوئلے نے چھو لیا تھا۔ وہ الٹے قدموں پیچھے ہٹی۔

"ڈر کیوں رہی ہو؟" مقابل دو قدم آگے بڑھا۔ رنم فاطمہ کے حواس جیسے سلب ہو رہے تھے۔ شانوں پر موجود دوپٹے کو قدرے آگے گھسیٹا۔ خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے وہ پتھرائی آنکھوں سے وجدان کو دیکھ رہی تھی جس کے شرعی روپ سے شیطان آشکار ہو رہا تھا۔

وجدان نے ہاتھ بڑھا کر رنم فاطمہ کے ہاتھ میں موجود ٹرے سے جوس کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگالیا۔ رنم فاطمہ ڈگمگائی۔ ٹرے اس کے ہاتھ میں کانپنے لگی۔

"رنم فاطمہ واقعی شاباش ہے تمہیں۔" اس کا جوس گھونٹ گھونٹ پیتے وجدان اس کا جملہ دہرا رہا تھا۔

"آ...... آ...... آپ کیسے؟ گیٹ تو لاک تھا۔" رنم فاطمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اس صورت حال کو کیسے ہینڈل کرے۔ صبح ناشتے کی میز پر ہی وجدان حیدرآباد کے لیے نکلنے کی بات کر رہا تھا۔ اور وہ وقت پر چلا بھی گیا تھا۔ پھر کیسے؟ اسے اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔ وجدان کا بدلا انداز اور نگاہیں اسے جو پیغام دے رہی تھیں وہ انتہائی خراب تھا۔ وجدان جیسے اس کے معصومانہ سوال پر مسکرایا۔

"لاک کی چابی میں نے رکھ لی تھی۔ جب خبر ہوئی تم گھر پر اکیلی رہو گی اور حیدرآباد جانے کا ڈرامہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ آؤ کچن میں کب تک کھڑی رہو گی...... گرمی ہے یہاں...... چلو اے سی میں انجوائے کرتے ہیں۔" اس کا ہاتھ تھامنے کے خیال سے وجدان آگے بڑھا تھا۔ اس کے چہرے پر پھیلی خباثت اور جملوں کے بعد اب شک کی کوئی گنجائش نہیں رہی تھی کہ اس کے ارادے کتنے مکروہ تھے۔ خود کو متقی و پرہیزگار ظاہر کرنے والا اندر سے کتنا گھناؤنا تھا یہ آشکار ہو گیا تھا۔

وہ خوف زدہ ہرنی کی طرح راہ فرار ڈھونڈ رہی تھی۔ وجدان دروازے کی طرف ہی کھڑا تھا۔ سوائے نکلنے کے لیے اس کا سامنا کرنا پڑتا۔ دفعتاً ڈوربیل مسلسل بجنے لگی۔ وجدان ڈوربیل پر بری طرح بوکھلا گیا۔

رنم فاطمہ دل ہی دل میں مدد مانگتی اللہ کے حضور شکر ادا کرنے لگی۔ وجدان فوراً کچن سے باہر چلا گیا۔ ڈوربیل مسلسل بج رہی تھی۔ رنم فاطمہ کپکپاتی ٹانگوں سے دروازے کی طرف بڑھی تھی۔

"کیا باجی سو گئی تھیں؟ کب سے گھنٹی بجا رہی ہوں۔" فاخرہ دروازہ کھلتے ہی شروع ہو گئی تھی۔

رنم فاطمہ کو اس کی بے وقت آمد پر اس کی کلاس لینے کے بجائے اس کا شکر ادا کرنے کو جی چاہا۔

"دیر سے آنے پر ناراض ہو باجی جو بول نہیں رہیں۔ جہاں ایک اور گھر میں کام کرتی ہوں آج وہاں مشین لگی تھی۔ کپڑے دھونے میں ٹائم نکل گیا۔ اس لیے دیر ہو گئی۔" فاخرہ ملازمہ تھی۔ اسے باتیں کرنے کی عادت تھی۔ رنم فاطمہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے اسے بتائے کہ اس کی بے وقت آمد نے آج اس کی آبرو بچالی ہے۔

"کوئی بات نہیں...... تم اپنے کام کرو۔" وہ بمشکل کچھ بولنے کے قابل ہوئی تھی۔ فاخرہ اس کے پیچھے بولتی چلی آرہی تھی۔ رنم فاطمہ نے وجدان کو خاموشی سے گھر سے نکلتے دیکھا تو اس کی رکی سانس خارج ہوئی۔ وہ جس خاموشی سے آیا تھا اسی خاموشی سے چلا گیا تھا۔ تاکہ رنم اس کی شکایت بھی کرے تو سب اسے ہی مورد الزام ٹھہرائیں کوئی اس کی بات کا یقین نہ کرتا۔ جاتے جاتے بھی اس کی آنکھیں بہت کچھ بتا گئی تھیں کہ کب تک بچے گی۔

"گھر میں اکیلی ہو باجی؟" فاخرہ کو بھی گھر کے سناٹے کا احساس ہوا۔ ورنہ تو ہما بیگم موجود ہوتی تھیں۔

"اکیلی پہلے تھی اب تم جو آگئی ہو۔" رنم فاطمہ نے اپنی محسنہ کو ذرا سا مسکرا کر دیکھا اور اس مسکراہٹ کے پیچھے دل پر جو گزری یہ وہی جانتی تھی۔

"یہ ٹھیک کہا تم نے باجی۔" فاخرہ نے حسب عادت زوردار قہقہہ لگایا۔

"فاخرہ پہلے عریشہ بھابی کمرہ صاف کردو۔ انہوں نے خاص ہدایت دی ہے روم اور واش روم کی صفائی کرنے کی۔" رنم فاطمہ کے قدم جیسے شل ہوگئے تھے۔ وہ صوفے پر ڈھے سی گئی۔

"میں ابھی کردیتی ہوں۔ وجدان بھائی تو کمرے میں نہیں ہیں نا؟" فرائے سے بولتی فاخرہ ایک دم ہراساں ہوکر پوچھنے لگی۔ رنم فاطمہ کے دل کی دھڑکن تھمی۔

"کیوں...... وجدان بھائی کا کیوں پوچھا تم نے؟" رنم فاطمہ کے لبوں پر بھائی کا لفظ اٹکنے لگا۔ وجدان اس مقدس لفظ کے قابل کہاں رہا تھا۔

"رہنے دو باجی اب کیا بولوں۔" فاخرہ جیسے کشمکش میں تھی۔

"بولو جو بات تمہیں تنگ کررہی ہے۔" رنم فاطمہ نے حوصلہ بڑھایا۔ فاخرہ نے پہلے ارد گرد نظر دوڑائی جیسے تسلی کرنا چاہتی ہو کہ کوئی سن تو نہیں رہا۔

"بس باجی...... جب وجدان بھائی گھر آتے ہیں۔ ...تو میری شامت آجاتی ہے۔ میں سالوں سے یہاں کام ...کررہی ہوں۔ کوئی شکایت نہیں ہوئی لیکن وجدان ...ائی......" فاخرہ جیسے ڈر کر رک گئی کہ وہ اپنے خیالات کا ...ہار اس گھر کے فرد سے کررہی ہے۔

"ڈرو مت میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی۔" رنم فاطمہ ... احساس ہوگیا کہ فاخرہ ڈر رہی ہے۔ تب ہی اس کا ...صلہ بڑھایا۔

"وجدان بھائی نظر و نیت کے ٹھیک انسان نہیں۔ ...لے بھی کئی بار دست درازی کی کوشش کرچکے ہیں۔ وہ تو ...ت اچھی تھی جو ہر بار بچ گئی۔ جب یہ گھر آتے ہیں تو ...زیادہ چھٹیاں کرلیتی ہوں یا کوشش کرتی ہوں بے وقت ...ں تاکہ انہیں موقع نہ ملے۔ غریب ہیں تو کیا ہوا باجی ...ت تو ہماری بھی ہے۔" فاخرہ جیسے غمگین ہوگئی تھی۔ رنم ...کو سانس لینا جیسے دشوار لگنے لگا تھا۔

"اب آپ بھی اسی گھر میں رہتی ہو، احتیاط کرنا۔ کبھی اکیلی نہ رہنا کہ وجدان جیسے شیطان صفت کو موقع ملے۔ ایسے انسان کسی کے سگے نہیں ہوتے۔ انہیں کسی رشتے کا پاس نہیں ہوتا۔" فاخرہ اپنے تئیں فلسفہ بول رہی تھی اور رنم فاطمہ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ لب ہلا کر اس کا شکریہ ادا کرسکتی کہ اگر وہ وقت پر نہ آتی تو جانے ابھی وہ زندہ بھی ہوتی یا نہیں۔

"احسن بھائی بھی ہیں۔ اگر میں ان کے روم میں صفائی کرنے جاتی ہوں تو وہ خود کمرے سے نکل جاتے ہیں کہ میں سکون سے اپنا کام کرلوں۔ دعا نکلتی ہے احسن بھائی کے لیے جو احترام سے کام بتا کر چلے جاتے ہیں۔ مجھے بھی مالی مدد کی ضرورت پڑی میں نے خالہ (ہما بیگم) سے کہنے کے بجائے احسن بھائی سے کہا اور انہوں نے خاموشی سے مدد بھی کی۔ سچ ہے انسان پیٹھ پیچھے بھی اس کی تعریف کرتا ہے جو اس لائق ہوتا ہے۔" فاخرہ کہہ رہی تھی رنم فاطمہ خاموشی سے سب سن رہی تھی ساتھ ہی دل میں خدا کا شکر بھی ادا کررہی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

رنم فاطمہ کو اس واقعے کے بعد سے چپ سی لگ گئی تھی وہ زیادہ تر وقت کمرے میں ہی گزارنے لگی تھی جہاں کہیں بھی وجدان کی موجودگی کا یقین ہوتا وہ کنی کترا جاتی۔ رشتہ اتنا نازک اور وجہ اتنی بڑی تھی کہ وہ کیسے اس شخص کو ہینڈل کرتی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی اس نے احسن سے بھی تذکرہ نہیں کیا تھا حالانکہ وہ بارہا اس کے بجھے بجھے انداز کی وجہ پوچھ چکا تھا وہ بتاتی بھی تو کیا اور کن لفظوں میں؟ اب تو وہ بھی دعا گو تھی کہ وجدان جلد سے جلد لندن واپس چلا جائے۔ ایک گھر میں رہ کر وہ کب تک اس کی حریص نظروں سے بچ سکتی تھی خصوصاً ڈائننگ ٹیبل پر سامنا لازمی ہوتا تھا۔

ابھی بھی سب ڈنر کررہے تھے اور نا چاہتے ہوئے بھی رنم فاطمہ کو اس کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اسے ڈائننگ ٹیبل کے نیچے سے کسی چیز کی سراہٹ محسوس ہوئی تو خوف زدہ ہو

اس نے اپنی ٹانگیں مزید سمیٹ لیں اور احسن کے مزید قریب ہوگئی۔ اس کے عین سامنے وجدان بیٹھا تھا۔ رنم کے چہرے پر ناقابل فہم تاثرات تھے۔ جی چاہ رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

"یہ کیا بات ہوئی احسن؟ کمپنی نے اس سے پہلے بھی تمہیں آفر کی تھی جب تم نے ریجیکٹ کردی تھی اور اب آفر قبول کرنے کی وجہ تو یہی نظر آتی ہے کہ تم خود شفٹ ہونا چاہتے ہو۔" ہما بیگم کی ناگوار تیز آواز پر سراسیمگی کی کیفیت میں رنم فاطمہ نے ماحول کو سمجھنے کی کوشش کی جانے کب سے کیا باتیں ہورہی تھیں اس کا دھیان ہی نہیں تھا۔

"ترقی کے لیے آفر قبول کرنا ضروری ہے مما اور اسلام آباد کون سا دور ہے آتے جاتے رہیں گے ہم ..... رنم تم کمرے میں جاکر پیکنگ شروع کرو میں آتا ہوں۔" رنم کے پلے خاک نہیں پڑا تھا۔ راہ فرار ملتے ہی وہ تیزی سے اٹھی تھی۔ اپنے پیچھے اسے ہما بیگم کی برہم اور احسن کی نرم آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔

"اسلام آباد ..... پیکنگ۔" ابھی وہ ادھیڑبن میں ہی تھی کہ احسن ٹرے میں کھانا لیے کمرے میں داخل ہوا۔

"آؤ پہلے کھانا کھالو۔ کئی دنوں سے نوٹس کررہا ہوں تم نے ڈھنگ سے کھانا نہیں کھایا۔" ٹرے میں موجود بریانی پلیٹ میں نکالتے احسن نے اسے صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ وہ خاموشی سے اس کے پہلو میں بیٹھ گئی۔

"ایسی بات نہیں ہے احسن ....." اس نے بات بنانا چاہی۔

"اچھے بچے جھوٹ نہیں بولتے۔" اسپون میں چاول بھر کر احسن نے اس کی طرف بڑھایا۔ اتنا کیئرنگ اور لونگ شوہر پاکر اس کی آنکھیں بھرنے لگی تھی۔

"نمکین پانی کے ساتھ بریانی بالکل مزا نہیں دے گی جانو سو پلیز ایسی کوشش نہ کرو۔" اسپون پلیٹ میں رکھ کر اس کی آنکھوں میں آئے پانی کو رخسار پر بہنے سے پہلے ٹشو میں جذب کرلیا۔ چند دنوں سے دل اتنا گداز ہوگیا تھا کہ بات بے بات آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔ اس کے احساسات وجذبات پر وجدان کے عمل نے کاری وار کیا تھا وہ کبھی تصور میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی اسے درس دینے والا اندر سے اتنا گندا ہے کہ اس کے نزدیک رشتوں کا تقدس بھی نہیں تھا۔

"پیکنگ کرلینا کل صبح ہم اسلام آباد کے لیے نکل رہے ہیں۔" اسے کچھ بھر بھر کر کھلاتے احسن گویا ہوا۔

"کتنے دن کے لیے؟" اسے یہاں سے فرار کی جو یک گونہ فرحت ہوئی۔

"ہمیشہ کے لیے۔" احسن نے مسکرا کر کہا۔

"مطلب ....؟" وہ حیران ہوئی۔

"کمپنی کافی ٹائم سے آفر کررہی تھی کہ میں ان کی اسلام آباد برانچ کے ساتھ کام کروں سو میں نے یہ آفر قبول کرلی۔ مما چاہتی ہیں میں تمہیں یہاں چھوڑ کر جاؤں۔" احسن کہہ رہا تھا اور رنم فاطمہ جس کے چہرے پر خوشی کے پھول کھلنے لگے تھے احسن کے آخری جملے پر وہ سہم کر اسے دیکھنے لگی۔

"پھر آپ مجھے یہاں چھوڑ کر چلے جائیں گے؟" اس کے خوب صورت چہرے پر پھیلے خوف پر احسن کو بے حد پیار آیا۔

"میں اپنی جان کو کیسے یہاں چھوڑ سکتا ہوں۔" اس نے رنم فاطمہ کے رخسار کو چھوا۔ "میں نے مما کو صاف کہہ دیا کہ تم میرے ساتھ جاؤ گی جب ہم ایک ساتھ مکمل ہیں تو کیوں ادھورے پن کے ساتھ جئیں۔" احسن بہت ہولے سے کہہ رہا تھا اور سکون رنم فاطمہ کے اندر تک اترتا چلا گیا۔

گھر میں کوئی بھی ان کے جانے سے خوش نہیں تھا۔ ہما بیگم اور ثمرن منہ بنائے بیٹھی تھیں۔ عریشہ نے مسکرا کر دعا دے کر رخصت کیا تھا۔ احسن نے ہما بیگم کے پیروں کو ہاتھ لگا کر معافی تک مانگی تھی کہ اگر اس کے عمل سے ان کا دل دکھا تو اسے معاف کردیں۔ وجدان نے وقت رخصت رنم کے سر پر ہاتھ رکھ کر بڑا پن دکھانا چاہا تھا لیکن رنم فاطمہ اس انسان کو اتنا بھی حق نہیں دینا چاہتی تھی اس لیے آگے

سے نکل گئی۔ رنم نے رات ہی گھر فون کردیا تھا۔ ممانے اصرار کیا تھا کہ وہ دونوں ناشتہ ان کے ساتھ کریں پھر یہاں سے ہی ڈائریکٹ ایئرپورٹ چلے جائیں گے۔

وہ دونوں پہنچے تو گھر میں سب ان کے منتظر تھے۔ خوش دلی سے استقبال کیا گیا تھا۔ دادی بھی موجود تھیں جس کی وجہ سے ناشتے کا لطف دوبالا ہوگیا تھا۔ فلائٹ کا وقت ہورہا تھا۔ ممانے ڈھیروں تحائف دونوں کے ہمراہ کیے تھے۔

”احسن خیال رکھنا رنم کا۔“ وقت رخصت عالیان دوست اور بہنوئی سے بحیثیت بھائی کے استدعا کرنا نہیں بھولا تھا۔ ایک شہر میں رہتے ہوئے ملنے جلنے کے لیے تامل نہیں کرنا پڑتا تھا۔ مگر اب وہ دور جارہی تھی۔

”فکر نہ کرو یار تمہیں کبھی شکایت نہیں ملے گی۔“ احسن نے ہاتھ گرم جوشی سے دباتے ہوئے اسے گلے سے لگالیا۔

”تم بھی چکر لگانا۔ ہم بھی آتے جاتے رہیں گے۔“ سب نے محبتوں کے ساتھ انہیں رخصت کیا تھا۔ نیا گھر نئے شہر میں آکر رنم فاطمہ کو فرحت کا احساس ہوا تھا۔ یہاں نا ہما بیگم کی جگر کو چیر دینے والے جملے تھے نہ ان کی برچھی کی طرح چبھتی نظریں۔ نا وجدان جیسا شیطان صفت انسان تھا۔ یہاں آکے وہ کھل سی گئی' یہ احسن سے ڈھکا چھپا نہیں تھا۔

نیا آفس نئے ماحول میں احسن کچھ زیادہ مصروف ہوگیا تھا۔ مگر اس کے باوجود وہ رنم کو ٹائم ضرور دیتا تھا۔ دن میں کئی بار اسے کال کرتا تھا۔ ایک ملازمہ بھی اس کی سہولت کے لیے رکھ دی تھی جو ضروری امور انجام دے کر چلی جاتی تھی۔ گھر کے ضروری کاموں سے فارغ ہوکر رنم کو سرشام سن کا انتظار کرنا اچھا لگتا تھا۔ بنیادی طور پر دونوں ایک رے کے سنگ بے حد خوش تھے۔

”رنم نماز پڑھ لی؟“ احسن کا ایک ہی سوال تھا جس پر طمہ کی فراٹے سے چلتی زبان تھم جاتی تھی۔ اکثر احسن رمی سے سمجھاتا رہتا اور رنم فاطمہ اس کی موجودگی میں باندھے نماز کے لیے کھڑی ہوجاتی تھی جیسے دادی نے پر کھڑی ہوجاتی تھی۔

رنم پہلی بار احسن کے ساتھ کسی فیشن پارلر میں تھی۔ اسے بہت اچھا لگا تھا۔ اس کے لیے اس نے سے پارلر سے سروسز اور اسٹائلنگ کے لیے اپائنٹمنٹ تھی۔ بے حد حسین ڈریس بھی خرید چکی تھی وہ پارلر کے لیے ٹائم دیکھ ہی رہی تھی تب ہی احسن کی کال آ گئی۔

”نماز جمعہ کا ٹائم ہونے والا ہے نماز پڑھ لینا“ ضروری باتوں کے بعد احسن نے یاد دلایا۔

”احسن وہ مجھے پارلر جانا تھا تو.....“ وہ اس سے مجھ نہیں کہہ سکتی تھی اس لیے زبان رک گئی۔ اب وہ شرموں کی طرح تو نہیں کہہ سکتی تھی کہ نماز کے لیے وقت نہیں ہے پہلے ایسا ہی تھا۔ لیکن زبان میں شاید ابھی تھوڑی حیا باقی تھی۔

”اچھا یار سارے کام چھوڑ دو شاور لو اور جمعہ کی تیاری کرو۔ آج صلوۃ التسبیح کی نماز پڑھنی ہے سورہ الکہف اور سورہ یسین کی تلاوت بھی کرنی ہے تم نے او کے۔“ احسن نے بے حد نرمی سے کہا۔

”احسن پارلر سے اپائنٹمنٹ لی ہوئی ہے میں نے ڈیئر۔“

”میں نے کہا نہ سارے کام چھوڑ دو تو بس۔“ احسن نے قدرے اونچی آواز میں کہا۔ ایک پل کو تو رنم فاطمہ بھی چپ رہ گئی آج تک اتنی سخت اور تیز آواز میں احسن اس سے ہم کلام نہیں ہوا تھا احسن کو اس کی خاموشی محسوس ہوئی۔

”یار تھوڑا لیٹ چلی جاؤ گی تو کوئی حرج نہیں ہوگا۔ میں کال کردیتا ہوں تم نماز کی تیاری کرو۔ صلوۃ التسبیح کی نماز لازم پڑھنی ہے سورہ الکہف اور سورہ یسین بھی.....“ یاد دہانی کروائی۔

”میں ٹرائی کروں گی۔“ رنم کی باریک سی آواز نکلی۔

”ٹرائی نہیں کرنا ہے۔ میں تین بجے واپس آؤں گا تب تک سب کچھ ہوجائے۔“ احسن نے سابقہ نرمی سے کہا۔

”جی بہتر۔“ رنم فاطمہ کو جانے کیوں اس کی تیز آواز بری نہیں لگی۔ شاور لے کر نماز کے لیے کھڑی ہوئی تو جانے کیوں سورہ فاتحہ پر زبان لڑکھڑانے لگی۔

"اللہ...... تیرا یہ بندہ مجھے تیری طرف لانے کے لاکھ جتن کر رہا ہے اس کی اس ادا پر مجھے اتنا پیار آ رہا ہے تو تجھے کتنا آ رہا ہوگا۔ احسن بہت اچھا ہے۔ اللہ اسے میرے لیے ہمیشہ اچھا رکھنا۔ تیرا لاکھ شکر کے تو نے اتنا اچھا ہم سفر مجھے عطا کیا۔ تیرے اس بندے سے بہت محبت ہے اللہ بے حد محبت ہے۔" وقت دعا جانے کیا ہوا کہ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اللہ کے حضور اس بات کا اعتراف کر کے آنسو نکل آئے تھے ایک سرور حاصل ہوا تھا پھر اس نے صلوۃ التسبیح کی نماز بھی پڑھی۔ پھر تو اس نے سورہ جمعہ سورہ مزمل اور سورہ کہف بھی پڑھ ڈالیا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ مارے باندھے کی بجائے اس کا دل خود اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ قرآن شریف کو پلکوں سے لگا کر چوم کر جزدان میں رکھا تو دل میں عہد کرلیا کہ ان شاءاللہ اب یہ سلسلہ رکے گا نہیں۔

❀ ❀ ❀ ❀

وجدان اور عریشہ لندن واپس جا رہے تھے وہ جانے سے پہلے ان سے ملنے اسلام آباد آ رہے تھے رنم فاطمہ نے سنا تو وجدان کی آمد پر کچھ پریشان سی ہوگئی۔

"آجائیں آپ لوگ ڈنر باہر ساتھ کر لیتے ہیں لیکن سوری آپ لوگوں کو ہم ٹائم نہیں دے سکیں گے میں رنم کو ہنی مون ٹرپ پر لے جا رہا ہوں۔ آزاد کشمیر اور ناردن ایریاز کا پلان ہے۔" احسن کے لہجے میں جانے کیا تھا کہ وجدان چپ رہ گیا۔

"ارے نہیں...... ہم نہیں آ رہے۔ تم لوگ انجوائے کرو۔ ابھی تو تمہیں گئے زیادہ دن بھی نہیں ہوئے۔ وجدان کا ہی موڈ تھا۔ لیکن تم لوگ ایک ساتھ زیادہ ٹائم اسپنڈ کرو۔" عریشہ نے خوش دلی سے کہا۔ احسن نے بھی چند ایک بات کے بعد فون بند کر دیا تھا۔

"پہلے تو ایسا کوئی پلان نہیں تھا آپ کا......!" رنم فاطمہ نے چائے کا مگ اسے تھمایا۔ رنم کی جان میں جان آئی وجدان کے نہ آنے کا سن کر۔

"سرپرائز بھی کوئی چیز ہوتی ہے میری جان۔" احسن نے مسکراتے ہوئے مگ کاؤنٹر پر رکھا اور دوسرا ہاتھ اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے بڑھے ہاتھ کو دیکھتے رنم فاطمہ نے مسکرا کر اپنا ہاتھ اس کے بڑھے ہاتھ پر رکھ دیا۔ احسن نے نرمی سے اسے اپنے پہلو میں بٹھا لیا۔

"آؤٹنگ کا پلان اس لیے بنایا کہ رمضان بھی آنے والا ہے۔ رمضان کی مصروفیت ہو جائے گی۔ روزہ نماز تراویح اور نفلی عبادتوں کے بعد فرصت نہیں ملے گی۔ تم روزہ تو رکھتی ہو نا؟" احسن کے اچانک سوال پر رنم کی زبان لڑکھڑا گئی۔

"جی...... وہ کچھ ہیلتھ ایشو ہو جاتا ہے۔ بی پی لو ہو جاتا ہے چکر آنے لگتے ہیں تو اکثر میں پہلا اور آخری روزہ ہی رکھتی ہوں۔" اس کے اٹک اٹک کر بولنے پر احسن کو ہنسی آ گئی۔

"پہلا اور آخری روزہ ایسا تو اکثر بچے کرتے ہیں۔" رنم کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔

"کوئی بات نہیں اس بار تم پورے روزے رکھو گی ان شاءاللہ اچھی سحری افطاری کرو گی تو کوئی ہیلتھ ایشو نہیں ہوگا۔ میں خود تمہارا خیال رکھوں گا۔" رنم فاطمہ نے اعتراف نہیں کیا تھا ایک ہفتہ ہنی مون ٹرپ پر کیسے گزرا انہیں ایک دوسرے کی سنگت میں اس کا احساس بھی نہ ہوا تھا۔

رمضان المبارک کا چاند نظر آیا تو اس کے ساتھ رمضان کی مصروفیات بھی شروع ہوگئیں۔ احسن نماز تراویح نوافل میں بزی تھا۔ رنم فاطمہ پہلے روزے پر ہی کچھ نڈھال سی ہوگئی بھوک کی کچی تھی جس کی وجہ سے اس نے آج تک دس روزے بھی نہیں رکھے تھے۔ اب کے روزوں کے ساتھ نماز اور تراویح کی تلقین بھی احسن نے کی تھی سارا دن سو کر روزہ تو گزار لیتی تھی لیکن اس صورت میں نمازیں مس ہو جاتی تھیں۔

گھر سے مما کی کال آئی تھی وہ ان سے باتیں کر رہی تھیں۔ جب احسن کمرے میں داخل ہوا۔ ضروری امور انجام دے کر وہ بستر پر آیا تو وہ ابھی تک فون پر لگی ہوئی تھی۔ احسن نے نرمی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ اس کے

تراشیدہ شفاف جلد کی گولائی پر انگلی کی پور پھیرنے لگا۔ رمز فاطمہ نے مسکرا کر اس کے اس عمل کو دیکھا تھا پھر اس کا ہاتھ سینے پر رکھ کر احسن اپنی جگہ لیٹ کر آنکھیں موند گیا تھا۔

"احسن۔" سکون سے فارغ ہو کر اس نے پکارا۔

"بولو جان احسن!" بند آنکھوں سے اس نے جواب دیا۔

"ہم کراچی کب جائیں گے۔ عید کا لطف تو اپنوں کے ساتھ ہوتا ہے۔" پوچھنے کے ساتھ اس نے خواہش بھی ظاہر کی۔ احسن نے آنکھیں کھول کر اس کے چہرے کو دیکھا جس میں کسی قدر اداسی تھی۔

"اداس کیوں ہوتی ہو میری جان۔ میں نے بکنگ کروالی ہے۔ عید کی شام ہم ان شاءاللہ کراچی میں گزاریں گے۔" احسن نے اس کے لبوں کے کناروں پر اپنی انگلیوں کی مدد سے مسکراہٹ پھیلائی۔

"ریئلی..........!" وہ بے حد خوش ہوگئی۔

"ہاں زندگی۔ سوچا تھا سرپرائز دوں گا لیکن تمہارے چہرے کی اداسی دیکھی نہیں گئی تو کہہ دیا۔" احسن نے اپنے ہاتھ میں موجود اس کی انگلیوں پر دباؤ بڑھایا۔

"آپ بہت اچھے ہیں۔" رمز فاطمہ اس کی محبت اور کیئر پر مرمٹنے لگی تھی۔

"تم سے زیادہ اچھا نہیں ہوں جان۔" احسن نے مسکرا کر قریب کیا۔ "ابھی آخری عشرہ باقی ہے پہلے ہم سب کے لیے شاپنگ کریں گے ہماری پہلی عید اور چاند رات ہوگی میں کچھ اسپیشل پلان کرنے کا سوچ رہا ہوں۔"

"جیسے؟" اس کے بازو پر سر رکھ کر لیٹتی وہ استفسار کرنے لگی۔

"چاند نظر آتے ہی نیو لوورز کی طرح ہم سارا وقت ساتھ گزاریں گے۔" احسن سرخوشی سے بولے جارہا تھا۔

"ایسا کیوں؟ آپ اتنی محبت کیوں کرتے ہیں مجھ سے۔ لوگوں کی محبت تو شادی کے بعد کم ہوجاتی ہے لیکن آپ کی بڑھتی جارہی ہے۔" رمز فاطمہ نے صدق دل سے اپنی فیلنگز شیئر کیں۔

"شادی کے بعد اکثر کپلز اسی لیے ایک دوسرے سے بے زار نظر آتے ہیں کہ وہ شادی سے پہلے تمام محبتیں کر چکے ہوتے ہیں اور شادی کے بعد اپنے ریلیشن کو گویا زندگی کی روٹین کے حوالے کردیتے ہیں لیکن میں نے تمام محبتیں شادی کے بعد کے لیے پلان کر رکھا تھا میں تمہارے ساتھ اپنی عمر کا ایک ایک پل جینا چاہتا ہوں۔ میں ہماری محبت کبھی گدلے جھیل کے روپ میں نہیں دیکھنا چاہتا میں چاہتا ہوں ہماری محبت بپھرے سمندر کی طرح ہر پل ہمیں بھگوتی رہے اور ہم زندگی کی خوشیوں سے شرابور رہیں۔" احسن کہنی کے بل نیم دراز اس سے ہم کلام تھا اور رمز فاطمہ اسے دیکھ رہی تھی جیسے پہلی بار دیکھ رہی ہو۔ اسے احساس ہوا کہ اگر احسن جیسی سوچ ہر مرد کی ہوجائے تو شاید کوئی عورت میاں کی لاتعلقی پر گھلتی نہ رہے۔ عورت کے لیے تو واقعی سچ ہے کہ مرد جیسا چاہے گا وہ ویسی ڈھلتی چلی جاتی ہے اب چاہے تو مرد اسے اپنی محبوبہ کے روپ میں ڈھال لے چاہے تو اجنبی کے۔

"نماز عشاء اور تراویح پڑھ لی تھی؟" اس کے ماتھے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ مما سے بات ہوتی رہی تو ٹائم کا اندازہ نہیں ہوا اب تو بہت دیر ہوگئی ہے ہمت بھی نہیں نماز پڑھنے کی میں کل سے دھیان رکھوں گی۔" وہ پوری دیانت داری سے کہہ گئی۔

"او کے سو جاؤ.......... صبح بات ہوگی۔" احسن نے اس کے بالوں سے سرعت سے ہاتھ کھینچا۔ اس کی انگلیوں سے اپنی انگلیاں آزاد کر کے رخ پھیر کر لیٹ گیا۔ رمز فاطمہ نے گہرائی سے اس کے سرعت سے بدلتے انداز دیکھا تھا۔ اس کی پشت پر نظریں جمائے وہ ایک پل کو سکون سے آنکھیں نہ موند سکی تھی۔

سحری کے وقت وہ اٹھی تو احسن تہجد کے لیے کمرے کے گوشے میں جائے نماز بچھا کر کھڑا ہوگیا تھا۔ وہائٹ کرتے پاجامے میں وہ اتنا وجیہہ لگ رہا تھا کہ رمز فاطمہ کی نظریں اس پر سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔ کئی ثانیے اس

دیکھتے رہنے کے بعد وہ کچن کی طرف بڑھ گئی۔ سحری کا وقت ہو چکا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

"رنم اٹھ کر دروازہ لاک کرلو میں جارہا ہوں۔" احسن کی مسلسل آواز پر رنم فاطمہ جھومتی جھامتی دروازے تک آئی تھی۔ احسن خاموشی سے نکل گیا۔ آج ایسا پہلی بار ہوا تھا۔ رنم بھی شاید کچھ زیادہ نیند میں تھی جو احسن کی خاموشی اور اس کے بدلے انداز پر دھیان نہ دے سکی۔ احساس اس وقت ہوا جب پورا دن گزر گیا اور احسن کی کال اور کوئی میسج نہ آیا کچھ پریشانی سے اس نے خود احسن کا نمبر ڈائل کیا تھا۔ کال ریسیو نہیں ہورہی تھی اس نے دوبارہ نمبر ملایا تھا اب کی بار کال ریسیو ہوگئی۔

"احسن آپ ٹھیک ہیں...... کوئی کال میسج نہیں۔؟" رنم فاطمہ کی بے قراری لفظوں سے عیاں تھی۔

"میں ٹھیک ہوں...... بزی ہوں گھر آ کر بات کروں گا۔" حسب عادت نرم لہجے میں احسن نے جواب دیا۔ اس سے پہلے کہ رنم اگلا جملہ کہتی کال کٹ چکی تھی۔ رنم نے حیرانگی سے فون کان سے ہٹا کر دیکھا۔ اتنے روکھے پھیکے انداز میں تو احسن نے کبھی اس سے بات نہیں کی تھی۔ شاید واقعی بزی ہوں۔ رنم نے جیسے خود کو بہلایا اور اٹھ کر افطاری کی تیاری کرنے لگی۔

لیکن جب احسن گھر آیا تو اس کی ساری غلط فہمی دور ہوگئی اس نے خاموشی سے افطاری کی تھی اور نماز کی ادائیگی کے لیے چلا گیا تھا۔ رنم حیران تھی نماز عشاء اور تراویح کے بعد جب احسن اپنا تکیہ اٹھا کر صوفے پر لیٹا تو رنم کو معاملے کی سنگینی کا احساس ہوا۔

"احسن آپ ناراض ہیں مجھ سے؟" وہ اٹھ کر صوفے تک آئی۔

"میں اس موضوع پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا' مجھے نیند آرہی ہے۔" احسن کشن منہ پر رکھ سوتا بن گیا تھا کچھ تاسف سے رنم فاطمہ کھڑی اسے دیکھتی رہی پھر بیڈ پر آ کر بیٹھ گئی بیڈ سے بھی وہ اسے ہی دیکھتی رہی تھی جس کے وجود میں کوئی ہلچل نہیں ہو رہی تھی۔

اگلا دن بھی سابقہ رنگ لیے آیا تھا نا کوئی کال نا میسج نہ ہی احسن اس سے بلاضرورت کوئی بات کررہا تھا رنم فاطمہ جو اس کی محبت کی عادی ہوگئی تھی اس کے لفظوں پر مر مٹنے لگی تھی اس سے یہ سب برداشت نہیں ہورہا تھا۔ اس نے باریکی سے احسن کی ناراضگی کی وجہ ڈھونڈی اور اسے اپنی کوتاہی اور احسن کی ناراضگی کی وجہ اچھی طرح نظر آگئی تھی۔ وہ سراسر خود کو مجرم گردان رہی تھی اس کی وجہ سے وہ روٹھ گیا تھا۔ ہر دم مسکرانے والا خوب صورت باتیں کرنے والا شخص خاموش ہوگیا تھا۔ تین دن سے رنم نے اس کے چہرے پر مسکراہٹ نہیں دیکھی تھی اسے ٹھیک بنانے کے لیے وہ اسی سے ناراض ہوگیا تھا۔

"معاف کردیں نا احسن مجھے میری غلطیوں کا احساس ہوگیا ہے میں اب باقاعدگی سے نماز پڑھوں گی آپ کو مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہوگی۔" رات حسب معمول احسن خاموشی سے اپنا تکیہ اٹھا کر صوفے پر جانے کی نیت کرنے لگا تو رنم فاطمہ نے سرعت سے اس کا تکیہ اٹھا کر دونوں بازوؤں میں بھینچ کر سینے سے لگالیا۔ احسن خاموشی سے اس کی حرکت اور ندامت کے لفظ سن رہا تھا۔

"مجھ سے آپ کی لاتعلقی بیگانگی برداشت نہیں ہورہی۔ اب بس کردیں نا پلیز۔" تکیہ گود میں رکھے وہ دونوں ہاتھ جوڑ گئی۔ چہرے پر اتنی معصومیت سادگی تھی کہ احسن نے بیڈ پر بیٹھتے اس کے جڑے ہاتھ کھول دیے۔

"تم سے ناراض رہ کر میں کب سکون سے ہوں۔ میری زندگی کی اب ہر خوشی تمہارے عمل سے ہے اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم مجھے کب ناراض ہونے کا موقع دیتی ہو۔" احسن نے محبت سے اپنی فیلنگز شیئر کی تھیں۔

"میں پوری کوشش کروں گی کہ آپ کو ناراض نہ کروں۔ میں نہیں جی سکتی آپ کو ناراض کرکے۔ ایک پل سکون سے نہیں گزرا۔ میں آپ کی محبت کی عادی ہوگئی ہوں آپ کی لاتعلقی میری جان لے لی گی۔" رنم فاطمہ کو واقعی اس سے اتنی محبت ہوگئی تھی کہ وہ اس کی ناراضگی

برداشت نہیں کرسکی تھی اور پھر واقعی رَنم فاطمہ نے اپنا کہا سچ کردکھایا۔ باقی کے تمام روزے اس نے پورے دل سے رکھے تھے نماز وتراویح کی ادائیگی کے لیے وقت کا دھیان رکھنے لگی تھی اور اب اس کی عبادت میں محبت کا رنگ بھی شامل ہونے لگا تھا۔ بے دلی اور سستی کہیں دور جانے لگی تھی تب اس پر راز کھلا تھا۔

ایک احسن کی محبت میں وہ خود کو بدل رہی تھی تو کیا اسے اللہ سے اتنی محبت نہیں تھی کہ وہ خود کو اللہ کے لیے بدلتی۔ اس کے احکامات پر چلتی۔ ہم انسان محبوب کی پسند ناپسند کا تو فوراً دھیان رکھتے ہیں اس کے رنگ ڈھنگ میں ڈھلنے کی کوشش کرتے ہیں کن باتوں سے محبوب ناراض ہوتا ہے اس کا خیال رکھتے ہیں لیکن اللہ کے دکھائے راستوں پر چلنے کی خواہش نہیں کرتے اس کی ناراضگی کی پروا نہیں کرتے جو سچ میں ہمارا خیر خواہ ہے۔

رَنم فاطمہ احسن کی محبت کی ڈور کو تھامے جب اللہ کی طرف بڑھتی تو اس پر رب کائنات کی محبت کھلنے لگی۔ اس کی نوازشات پر شکر ادا کیا تو اپنی کوتاہیاں رلانے لگیں۔ یہ اللہ ہی تو ہے جس نے بن مانگے 'بنا تنگ دوو کے اس کی محبت جھولی میں ڈال دی تھی۔ اس کے نصیب میں اتنا اچھا ہمسفر لکھ دیا تھا جو نہ صرف اس سے محبت کرتا تھا بلکہ اسے رب کی محبت میں بھی مبتلا کر گیا تھا۔ وہ اپنی مہندی لگے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"رمضان المبارک میں جب ہم شب قدر کو تلاش کرتے ہیں تو وہیں چاندرات بھی اہم ہے۔ چاندرات کو لیلۃ الجائزہ یعنی مزدوری ملنے کی رات کہتے ہیں۔ لیکن افسوس ہم اللہ سے اپنی مزدوری طلب کرنے کی بجائے رات کو بازاروں کی رونق بڑھاتے ہیں۔ اس کی مثال تو یہ ہوئی کہ ایک مزدور نے پورے ماہ محنت کی لیکن جب مالک سے اجرت طلب کرنے کا وقت آیا تو ہم شیطان کی آزادی کا جشن منانے نکل کھڑے ہوئے۔ کیا بہتر نہیں ہے کہ ہم تھوڑا وقت رمضان کی روحانیت کا خیال کرکے رب العزت سے اپنی عبادات کا اجر طلب کریں۔ خود سے جڑے لوگوں کی خوشیوں کا سامان کرکے تھوڑا وقت اس کی طرف بھی رجوع کرسکتے ہیں۔ عید کا دن مسلمانوں کے لیے انعام ہے آج کی رات بھی اللہ اپنے بندوں کو پکارتا ہے۔ ہے کوئی مانگنے والا۔ اور دینے والا جب خود پکارے تو ہم کیوں کوتاہی کریں۔" احسن جملہ مکمل کرکے جائے نماز بچھانے لگا تھا۔

"واقعی جب نوازنے والا خود پکار رہا ہو تو وہ کیوں غفلت میں رہ کر محروم رہے۔" رَنم کے دل کو یہ جملہ لگا تھا۔

عید گزر گئی تھی اپنوں کے ساتھ تین چار دن کیسے بیتے وقت کا احساس ہی نہ ہوا۔ ہما بیگم ثمرن بھی قدرے تھکی سے ملی تھیں میکے میں پورا دن گزار کر بھی اس کا دل نہیں بھرا تھا اور وہ واپس اسلام آباد آ گئے تھے۔

"عیدالضحیٰ پر لمبی چھٹی لے لوں گا تب رہ لینا میکے میں۔" اس کی اداسی پر احسن نے دلجوئی کی تھی۔

"لڑکیاں کتنے ہی دن رہ لیں میکے سے ان کا دل نہیں بھرتا۔ ماں باپ بھائی رشتے ہی ایسے ہیں۔ لیکن اب میں آپ کے بنا بھی نہیں رہ سکتی۔ دن کو آپ کی باتیں مس کرتی ہوں تو رات کو آپ کے بازو کا تکیہ نہ ہو تو نیند نہیں آتی۔"

"اچھاجی۔" احسن نے چھیڑا۔

"ہاں جی۔" وہ مسکراتے ہوئے اعتراف کرگئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

"کنیز......" وہ گروسری لینے مال آئی تھی۔ ایسے میں سامنے سے نرالی دھیلی شخصیت پر اس کی نظر ٹھہری تو ایک چیخ کی صورت اس کے منہ سے اس کا نام نکلا۔ سامنے سے آتی ہستی بھی اپنا نام سن کر ٹھٹک کر اسے دیکھنے لگی۔

"رَنم......تم رَنم فاطمہ ہو نا۔" وہ بھی اسے پہچان گئی تھی رَنم فاطمہ بمشکل سر ہلا سکی۔ کنیز فوراً اس کے گال سے گال ملا کر ملنے لگی۔ رَنم فاطمہ کو اس کے ملنے کے انداز سے جھٹکا لگا۔

"کتنے عرصے بعد ملے ہیں آؤ اور فوڈ سینٹر میں بیٹھتے ہیں۔" کنیز کی آواز پر سر ہلاتی رَنم فاطمہ ابھی تک شاکڈ تھی۔ یونیورسٹی میں شرعی پردہ کرنے والی گلوز سوکس میں ملبوس رہنے والی کنیز اس وقت جینز اور ٹی شرٹ میں چھپی

سا اسکارف گلے میں ڈالے پائی ٹیل پہنے اس کے سامنے کھڑی تھی۔ سر کے بال جو کبھی نظر نہیں آئے تھے اب خوب صورت ہیئر کٹنگ کے ساتھ گولڈن براؤن رنگ میں رنگے شولڈر پر پڑے تھے۔

"کنیز یہ جینز اور شرعی پردہ.....!" فوڈ سینٹر میں اس کے مقابل بیٹھتے وہ زیادہ دیر خود کو روک نہ پائی اپنی الجھن دکھانے میں کنیز کے لبوں پر مسکراہٹ آگئی۔

"جس طرح تمہیں میرے حلیے پر حیرت ہورہی ہے اسی طرح مجھے بھی تمہارے انداز پر حیرانگی ہے کتنے سلیقے سے تم نے بڑے سے دوپٹے کو وجود کے گرد لے رکھا ہے کہ بال بھی نظر نہیں آرہے حالانکہ گرمی ہے، بہت گو کہ اسے سی آن ہے لیکن تمہارا انداز دیکھ کر لگ رہا ہے تمہیں سر پر دوپٹہ لینے کی عادت ہوگئی ہے۔ ورنہ تم ہی تھیں جس کا دوپٹہ اذان کی آواز پر بھی زمین پر جھولتا رہتا تھا۔" کنیز کی آنکھوں کے آگے جیسے ماضی کی اسکرین چلنے لگی وہ بیتے وقت کو یاد کرتے مسکرائی۔ ایک عجیب سی بات تھی اس مسکراہٹ میں۔

"تم نے ہی کہا تھا کہ اگر جہنم کی گرمی کو محسوس کروگی تو دنیاوی گرمی کا احساس نہیں ہوگا۔" رنم فاطمہ نے اس کا کہا جملہ دہرایا۔

"چلو تمہیں میرے لفظ تو یاد ہیں۔ جنہیں میں خود بھول گئی۔" کنیز نے پزا پر کیچپ انڈیلتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہارے لفظ بھی یاد ہیں اور اپنے شریک سفر کی خواہش بھی کہ اللہ جب تک شرعی پردے کی توفیق نہیں دیتا تو کم از کم سر کو باہر ڈھانپ کر نکلو کہ تمہارے بال کوئی نامحرم نہ دیکھے اور مرنے کے بعد کوئی عذاب تمہارے سر پر نہ ہو۔" رنم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بہت لکی ہو تم..... ہم دونوں کی شادی ایک ہی دن ہوئی تھی لیکن تم بہت لکی نکلیں کہ رب نے تمہیں ایسا ہمسفر دیا جس نے تمہاری دنیا کے ساتھ دین کی بھی فکر ہے۔" کنیز کے درست قیاس پر رنم فاطمہ ایک لمحے کو چپ رہ گئی۔

"تمہیں کیسے پتا کہ احسن بہت اچھے ہیں۔" اس نے حیرت کو زبان دی۔

"تمہیں دیکھ کر..... کسی کے ہم سفر کے متعلق جاننا ہو تو اس سے جڑی عورت کو دیکھ لو۔ تمہارے چہرے اور وجود سے جو پاکیزگی نظر آرہی ہے وہ گواہ ہے کہ تمہارا شریک سفر ایک نفیس انسان ہے جس نے تمہاری اڑتے بادلوں کو اپنی محبت سے ٹھہراؤ دیا ہے۔ دنیاوی رنگ اتار کر تمہیں حقیقی رنگ میں رنگ رہا ہے اسی رنگ میں جس میں بنت حوا کی بقا اور آسودگی ہے۔" کنیز کی باتوں میں آج بھی اتنی ہی فصاحت اور بلاغت تھی جتنی پہلے ہوا کرتی تھی۔

"اور تم.....؟" رنم فاطمہ کو ابھی تک اپنے سوال کا جواب نہیں ملا تھا۔

"تم وہی کرو مجھے دیکھ کر میرے میاں کے متعلق رائے قائم کرلو۔" کنیز نے شانے اچکاتے ہوئے بے پروائی سے کہا۔ مگر اس کے چہرے پر ایک پل کو جو درد آیا وہ رنم فاطمہ سے چھپا نہ رہ سکا۔ مزید پیزا شاید کنیز کو کڑوا لگنے لگا تھا۔ تب ہی اس نے پلیٹ بے دلی سے پرے کھسکا دی۔ گولڈ رنگ کے لپ اسٹک وہ اردگرد نظر دوڑا کر آنکھوں میں آئے پانی کو اندر اتارنے کے جتن کررہی تھی اس کے چہرے پر پھیلا کرب رنم فاطمہ کو بے چین کر گیا۔

"میں نے ایک اوسط درجے کے گھرانے میں آنکھ کھولی۔ جہاں روزہ نماز کو ایک فرض سمجھ کر ادا کرتے تھے۔ میں چھوٹی تھی تو میلاد شریف میں نعتیں پڑھتی تھی۔ پھر پیغمبر اسلام نبی کریم ﷺ سے محبت بڑھتی چلی گئی تو میں نے قرآن شریف حفظ کرنا شروع کردیا اور چند سالوں میں ہی میں حافظہ بن گئی۔ محبت بڑھتی رہی درس وتدریس کے شعبے سے منسلک ہوئی تو ظاہری رنگ روپ بھی بدل گیا۔ شرعی پردہ کرنا شروع کیا تو گھر میں امی ابو نے کسی حد تک مخالفت کی گھر پر کزنز اور رشتے داروں کا آنا جانا لگا ہوتا تھا۔ چچا ماموں کو بھی اپنے بیٹوں سے پردہ گراں گزرنے لگا۔ بہنوئیوں نے بھی باتیں سنانا شروع کردیں لیکن میں نے پھر بھی ہمت نہیں ہاری گو کہ کزنز اور رشتے داروں کی طرف سے بہت سی باتیں سننے کو ملیں مگر میں نے پروا نہیں کی۔

وقت گزرتا رہا وہ بالغ ہوئی تب تک اس کی شادی بھی ہو گئی اور بچپن میں سے نماز بھی پڑھتی رہی۔" کنیز روتے روتے ہنسے لگی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے انھیں آنسو میں چھپے ہوئے تھے اس نے بالآخر اپنا تعلق ختم کر شروع کردیا۔

سنتری لڑکی کی طرح شریک سفر کا انتخاب میں نے بھی اپنے والدین پر چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے سب دیکھا۔ لڑکا پڑھا لکھا تھا۔ پیسے والا بھی کافی حد تک تعلق رکھتا تھا۔ چچا زاد ہے سب کچھ اچھا تھا لیکن دیکھا تھا تو یہ کہ لڑکا صوم و صلوٰۃ کا پابند ہے کہ نہیں؟ مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کے باوجود اس کے اعمال مسلمانوں والے ہیں یا نہیں، اسی لیے میاں کو پورے گھر میں صرف بیوی سے کوفت ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی شریک سفر کو دیکھنا چاہتا ہے۔ سال میں صرف عید کی نماز بھی پڑھ لے تو غنیمت ہے۔ کس مسلمان ہونے پر شکر الحمدللہ کہ رب نے بڑی اللہ سے دعا ہے۔" وہ رکتی رہی۔ رمشا فاطمہ چپ چاپ سے سن رہی۔

"میں نے شروع میں احتجاج کیا۔ شرعی پردہ چھوڑنا چاہا تو مجھے طلاق کی دھمکی دی گئی۔ والدین سے شکایت کی تو انہوں نے میاں کے رنگ میں رنگنے کا مشورہ دے کر مجھے ہی موردِ الزام ٹھہرا دیا۔ میری نمازوں، عبادتوں سے میرے میاں کو گھٹن ہوتی ہے۔ میں چھپ چھپ کر عبادت کرتی ہوں۔ میاں کے کہنے پر نماز بھی ادا رہا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ میری پیاس ایک دن ختم کرے گا۔ میں طلاق جیسے قبیح فعل کو سب کی طرح ناپسند کرتی ہوں۔ مجھے اپنے رب پر بھروسہ ہے کہ مجھے میرے طلاق لینے کے بعد میرے والدین میرا ساتھ نہیں دیں گے، مگر میرے رب کی رحمت بہت وسیع ہے۔ وہ مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔ لیکن میں اپنے شریک سفر کو چھوڑنا نہیں چاہتی۔ میری کوشش اور دعا ہے کہ رب اس کا دل بدل دے اور وہ بھی عاشق رسول ﷺ بن جائے۔ اس کے دل میں بھی اسلام گھر کرلے کیا معلوم اللہ نے اس کی ہدایت کے لیے اس کی دل سے مجھے پیدا کیا ہو۔ کیا معلوم میری کوئی نیکی ایک امتحان ہو کیا معلوم ایک دن ہم دونوں کا ٹھکانہ جنت علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہو جائے۔" کنیز کے لہجے سے حقیقی امید پر رمشا فاطمہ نے صدق دل سے آمین کہا تھا۔ کنیز نے چونک کر اسے آسمان کر مسکرا کے دیکھا فاطمہ کے گلابی چہرے کو چھوا۔

"وقت ہر انسان پر ایک سا گزرتا ہے مگر الگ الگ انداز میں ہم دونوں کی شادی ایک دن ہوئی تم جنت کی طرف سفر کر رہی ہو اور میں دوزخ کی طرف تمہارے چہرے پر جو سکون ہے اس کا تمہیں اندازہ بھی نہیں شاید۔" تھوڑا رمشا فاطمہ کو لگا اگر بھی یہ سکون اسے کنیز کے چہرے پر نظر آتا تھا اور رمشا کا رنگ لیے جس کی بے اضطراب کا باعث ہو گیا تھا۔

"شریک سفر نیک ہو تو دنیا آخرت سنور جاتی ہے فاطمہ یہ مرد پر منحصر ہے کہ وہ عورت کو جنت میں لے جائے یا دوزخ میں۔" رمشا فاطمہ کو اس کے درد کی شدت کا صحیح طرح احساس ہو گیا تھا۔ وہ دل سے دعا گو تھی کہ اللہ کنیز کی محبت دیکھ کر اس کی آزمائش ختم کرے۔ وہ جب دل سے قائل احسن اس کی نظروں میں مزید بلند ہو گیا تھا۔ جس نے چند دن کی رفاقت میں اس کی ذات میں گم وہ روشن راہ دکھائی تھی جو اس کی چاہ تھی۔

❁ ❁ ❁ ❁

کنیز سے مل کر رمشا فاطمہ کی محبت اور عبادت کو اور بڑھا دی تھی۔ وہ بہت دل سے نماز پڑھنے لگی تھی۔ جمعہ کے دن عبادت کا بہت اہتمام کرتی اور یہ سب دیکھ کر احسن بے حد خوش تھا۔ اس کی آنکھ کھلی تو رمشا بستر پر نہیں تھی۔ اس نے متلاشی نظروں سے کمرے پر نظر ڈالی تو وہ نماز پڑھتی نظر آئی۔ آج جاگنے اٹھنے میں تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔ رمشا نے شاید اس کی طبیعت کے پیش نظر نہ جگایا ہو کہ رات اسے بخار ہو رہا تھا۔ بستر چھوڑ کر وہ وضو کر کے اس سے ذرا فاصلے پر نماز کے لیے کھڑا ہو چکا تھا۔ سلام پھیر کر احسن نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا وہ انگلیوں پر تسبیح پڑھ رہی تھی۔ رمشا فاطمہ نے اس کی

محبت پاسے دیکھا۔

"جب تک پتا نہیں تھا کہ تم میرے نصیب میں ہو بھی یا نہیں تب ایک دن فجر کی نماز میں دعا مانگی تھی کہ تم تمام نمازیں میری نظر کے سامنے ادا کرو۔" رُنم فاطمہ مسکرا دی۔ اس کی مسکراہٹ میں عقیدت و محبت کا رنگ گہرا تھا۔

"آپ کی ان ہی دعاؤں اور محبت نے تو مجھ ناچیز کو اپنے ان بندوں میں سے چن لیا جنہیں وہ ہدایت دینا چاہتا ہے اور میں آپ کے اس عمل پر آپ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔ اگر آپ میرے ہم سفر نہ ہوتے تو شاید میں بھی ایک غفلت بھری زندگی گزار کر اپنی زندگی کے دن پورے کر کے اس دنیا سے چلی جاتی اور قبر میں اپنی کوتاہیوں غفلتوں بھرے شب و روز پر آنسو بہا رہی ہوتی۔ جب سوائے حسرتوں اور کف افسوس ملنے کے میرے پاس کچھ نہ ہوتا۔ توبہ کا در بھی وا نہ ہوتا۔" ذکر الٰہی کے خوف سے رُنم فاطمہ کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے۔ احسن کے ہاتھوں کو محبت سے تھامے اس نے اپنی پیشانی اس کے ہاتھوں کی پشت پر رکھ دیا تھا۔ آنسو احسن کے ہاتھ کو بھگو رہے تھے اور احسن کے اندر ایک سکون اترتا جا رہا تھا کہ اس کے دل کو اللہ کی لو لگ گئی تھی۔

❀ ❀ ❀ ❀

چاندرات پر ایک بار پھر وہ اپنوں کے درمیان تھی۔ اس نے ہاتھ جوڑ کر ہما بیگم سے استدعا کی تھی کہ وہ اسے دل سے قبول کرلیں۔ ہما بیگم کو بھی اس کا تقاضہ اتنا بھایا کہ انہوں نے اسے گلے لگالیا تھا۔

"میں کوشش کروں گی۔" ہما بیگم کا جملہ اسے پُرسکون کرنے لگا تھا کہ جب رب راضی ہونے لگے تو سب راضی ہوجاتے ہیں۔

اسکائپ پر وجدان اور عریشہ آن لائن تھے۔ رُنم فاطمہ، ثمرن کی اوٹ میں ہوگئی۔ وجدان کو آن لائن دیکھ کر اسے گزشتہ واقعہ شدت سے یاد آ گیا تھا۔ وہ سراسیمگی کی کیفیت میں گھر گئی تھی۔

"رُنم میرے کپڑے نکال دو۔" احسن نے اٹھتے ہوئے اسے بھی اٹھنے کا اشارہ کیا۔

"احسن ایسی بھی کیا بے رخی...... دو گھڑی ہم سے بھی بات کرلو۔" اسے اٹھتے دیکھ کر عریشہ نے جھینکا کیا۔ رُنم جو احسن کے اشارے پر اٹھنے لگی تھی ایک بار پھر ثمرن کی اوٹ میں ہوگئی۔

"وجدان گلہ کر رہے تھے کہ تم نے ان کی کال تک ریسیو کرنا چھوڑ دی ہے واٹس ایپ اور دیگر سوشل ایپس پر انہیں بلاک کردیا ہے۔" عریشہ کہہ رہی تھی اور باقی سب کی حیران نظریں احسن پر اٹھ گئیں۔ خود رُنم فاطمہ استعجاب سے احسن کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"بے رخی نہیں بھابی اسے قطع تعلق کرنا کہتے ہیں۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ کبھی اس بات کو طشت ازبام کروں لیکن آپ نے ذکر نکالا ہے تو میں کلیئر کردوں کہ میرے لیے میرا بھائی مرچکا ہے۔ میں نے بھائی کو باپ کا درجہ دیا تھا مگر انہوں نے میری بیوی میری عزت پر بری نیت ڈال کر اپنا جو اصل روپ دکھایا ہے اس پر یہ واجب القتل ہیں۔" رُنم فاطمہ کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔ باقی سب بھی شاکڈ بیٹھے تھے وجدان کے چہرے کا رنگ فق ہوچکا تھا۔

"مجھ پر بہتان مت لگاؤ بیوی کی باتوں میں آکر۔ بنا دوپٹے کے رہنے والی نے خود...." وجدان سنبھل کر طیش دکھا کر اپنا بھرم قائم رکھنا چاہتا تھا۔

"منہ بند رکھیں اپنا...... اگر پھر کبھی میری بیوی کا نام بھی آپ کی زبان پر آیا تو میں نے جو خود کو بمشکل روکے رکھا ہے شاید مزید نہ روک سکوں۔" احسن اتنی زور سے دھاڑا کہ ثمرن نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھ لیا۔ رُنم فاطمہ بھی سہم گئی۔

"احسن آرام سے۔" ہما بیگم کی دھیمی آواز نکلی۔ اس نے جیسے سنا نہیں۔

"میری بیوی نے مجھ سے ذکر بھی کیا ہوتا اس واقعے کا تو میں اسی وقت آپ کو جہنم واصل کردیتا۔ لیکن اس اللہ کی بندی نے مجھے کچھ نہیں بتایا کیونکہ یہ آپ کو میری نظروں میں گرانا نہیں چاہتی تھی حالانکہ گر تو آپ اسی وقت گئے تھے جب آپ نے اس پر بری نیت ڈالی تھی۔ اس کی

طبیعت خرابی اور اکیلے پن کا خیال کر کے جب میں گھر آیا تو میں نے آپ کو خود چوروں کی طرح گھر سے باہر نکلتے دیکھا۔ پھر کچن میں بکھرا سامان رنم کی متوحش کیفیت پر میں نے حیدرآباد کنفرم کیا تب پتا چلا کہ آپ نے حیدرآباد کا ڈرامہ صرف ہمیں سنانے کے لیے کیا تھا...... اگر پھر بھی آپ کو اپنا کریکٹر سرٹیفکیٹ چاہیے تو فاخرہ موجود ہے جس نے کئی بار مما سے آپ کی دست درازی کی شکایت کی اور انہوں نے کبھی آپ سے پوچھ گچھ نہیں کی۔ لیکن میں ایسی چیزیں برداشت نہیں کرتا۔ آستین میں سانپ پالنے کا شوق نہیں رکھتا۔ تب ہی میں نے اسلام آباد شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا کہ میں اپنی بیوی کو آپ جیسے وحشی اور رشتوں کا احترام نہ کرنے والے شخص کی نظروں سے ہمیشہ دور رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ جیسے مکروہ لوگوں نے ہی اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ بظاہر ظاہری حلیہ دکھا کر آپ نے کتنے گناہ کیے یا آپ جانتے ہیں یا آپ کا اللہ...... میرے لیے آپ مر گئے...... اسلام میں قطع تعلق کی ممانعت ہے لیکن ابھی میرا علم محدود ہے۔ میرے اندر اتنی وسعت نہیں کہ آپ کو معاف کرسکوں کوشش کیجیے گا کبھی مجھ سے آپ کا سامنا نہ ہو۔" رنم فاطمہ اور باقی سب پہلی بار احسن کو اتنا غصے میں اونچا بولتے دیکھ اور سن رہے تھے۔ ہما بیگم کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے تو ثمرن نظریں چرانے لگی۔ عریشہ ساکت بیٹھی رہ گئی تھی۔ وجدان کو اب ساری زندگی ذلیل و خوار ہی ہونا تھا۔

"احسن...... بھائی ہے معاف......" ہما بیگم منانا ئیں۔ انہیں پتا تھا وہ اپنی بات کا کتنا پکا ہے۔

"کچھ غلطیوں کی کبھی معافی نہیں ہوتی مما۔ اگر اس دن فاخرہ بے وقت کام پر نہ آتی تو رنم فاطمہ جیتے جی مر جاتی۔ میرے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہوتا کہ میری بیوی اپنے ہی گھر میں بے آبرو ہو جاتی۔" احسن کا لہجہ گلوگیر تھا۔

بیگم کو چپ کرا گیا تھا۔

"رنم کپڑے نکال دو۔" احسن کہتا چلا گیا۔ رنم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے پیچھے چلی آئی تھی۔ اس کا پیچھا آگے بیٹھے سارے لوگوں کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا۔

وہ کمرے میں داخل ہوئی تو احسن وارڈ روب میں منہ دیے کچھ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رنم فاطمہ نے بے ساختہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"میں کپڑے نکال رہا ہوں پلیز استری کردو۔" احسن کا بھیگا لہجہ رنم فاطمہ کا دل مجروح کر گیا۔ خود کو مصروف ظاہر کر کے وہ اپنے تاثرات چھپا رہا تھا۔ پٹ بند کر کے رنم فاطمہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔

"مجھے ذرا دوستوں سے ملنے جانا ہے۔ تمہارا موڈ ہے تو چلو میکے چھوڑ دوں تمہیں واپسی میں مہندی بھی لگوا لینا۔" نظریں دیوار پر گاڑے وہ جیسے خود کو کمپوز کر رہا تھا۔ رنم فاطمہ نے بے ساختہ اس کے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھ کر اس کا چہرہ اپنی نظروں کے سامنے کیا۔ احسن کی آنکھیں ضبط کی کوشش میں سرخ ہونے لگی تھیں۔ اتنے دنوں سے اس نے یہ درد اپنے اندر چھپا رکھا تھا اور آج جب بات دور تک پھیلی تو وہ جیسے وجدان کا بھائی ہونے پر اس کے سامنے شرمسار تھا۔ اس کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ رنم فاطمہ بغور اس کی آنکھوں کے سرخ ڈوروں کو دیکھ رہی تھی۔

"میں مزید تمہارے بنا نہیں رہ سکتی۔" رنم فاطمہ نے ہولے سے اعتراف کیا۔ احسن کا ضبط جیسے جواب دے گیا تھا۔ اس کی آنکھ سے ٹوٹا ایک قطرہ سرخ آنکھ سے بہہ نکلا تھا جسے رنم فاطمہ نے فوراً اپنی پور پر چن لیا تھا۔

"مجھے فخر ہے کہ آپ میرے شریک سفر ہیں مجھے کسی سے کوئی سروکار نہیں۔" احسن کے شانوں کو مضبوطی سے تھامے وہ اسے باور کرا رہی تھی۔

اسے احسن کا جملہ بے ساختہ یاد آیا تھا کہ اللہ میرا ظاہر و باطن بھلے ایک نہ رکھے مگر میرے اندر اسلام کی روشنی ہو۔ اس کا حلیہ بظاہر ماڈ تھا، فیشن کے کپڑے پہنتا تھا۔ لیکن

رنم اگر کل کو فاخرہ بھی ان کے ہتھے چڑھ جاتی تو آپ نظر آتیں ایک ملازمہ سے......" احسن کا کڑا سوال ہما

اس کے دل میں جتنا خوف الٰہی رشتوں کا تقدس نرمی اور ملاحت تھی وہ داری تھی یہ اوصاف دیدان میں نہیں تھے۔ ہوتا تو شاید وہ بھی اتنی گری ہوئی حرکت نہیں کرتا۔

"نماز عشاء پڑھ لی گڑیا رزم۔" وہ میکے آئی ہوئی تھی ایک بار پھر سابقہ محفل جمی ہوئی تھی۔ پپا بھی آئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے گھر کی رونق مزید بڑھ گئی تھی۔

احسن پپا اور عالیان سے باتوں میں مصروف تھا مگر اس کا دھیان دادی کے سوال پر بھی تھا۔

"جی دادی الحمدللہ ...... گھر سے پڑھ کے نکلی تھی۔"

"باقاعدگی سے پڑھ رہی ہو نا نماز۔" دادی کو خوشی تو ہوئی ساتھ ہی تصدیق بھی کی۔

"کبھی وہ کبھی باقاعدگی دادی ...... اب تو مجھے بھی محترمہ ہی یاد دلاتی ہیں کہ اذان ہوگئی ہے فوراً نماز پڑھیں۔" احسن کے جواب پر دادی نہال ہوگئیں۔

"ہیں واقعی ...... ماشاءاللہ ...... ماشاءاللہ ...... اللہ مزید ہدایت دے آمین۔" دادی کی خوشی کا کوئی ٹھکانا نہیں تھا۔

رزم کا سیل فون بجا۔

"جان میری ...... کہو تو اور تھوڑی تعریف کردوں۔" احسن کا میسج پڑھ کر رزم کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

"تمیں برائی کریں۔" رزم نے چڑایا۔

"کیا کیسے کرسکتا ہوں۔ تم ہو ہی تعریف کے قابل۔" احسن کے جواب نے رزم کے چہرے پر گلال بکھیر دیا۔

"میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔" رزم فاطمہ کا بے ساختہ اظہار پڑھ کر احسن نے لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روک کر عالیان کی بات کا جواب دیا۔

"جی۔" احسن کا اصرار ہوا۔

"کوئی حساب نہیں" یا تم بھی ہو ہی تم سب سے ان کے محبت بھرے پیغامات بھی چل رہے تھے۔

"تم بھلے ارکان اسلام سے دور تھیں مگر تمہارا باطن بہت صاف تھا۔ تمہارے نفس میں پاکیزگی تھی تب ہی تم نے جلدی اللہ سے لو لگالی۔ لوگ محبوب سے ملنے کی دعا کرتے ہیں۔ محبوب سے شادی کی دعا کرتے ہیں جب کہ میں چاہتا ہوں تم جنت میں بھی میرے ساتھ رہو اسی لیے تم پر سختی کررہا تھا کہ میں وہاں بھی صرف تمہیں اپنی شریک سفر کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔" احسن کا خوب صورت اقرار چاندرات کی خوب صورتی کو مزید بڑھا گیا تھا۔

❁ ❁ ❁ ❁

عید الضحیٰ کا دن تھا۔ احسن نے خود قربانی کی تھی۔ مرد حضرات بوٹیاں بنانے میں مصروف تھے تو رزم کلیجی بھون رہی تھی۔ ثمرن پراٹھوں کے لیے آٹا گوندھ رہی تھی۔ ہما بیگم عزیزوں رشتے داروں میں گوشت تقسیم کرنے کے لیے الگ الگ پیکٹس بنوا رہی تھیں۔ کلیجی دم پر تھی۔ ثمرن سلاد کا سامان اٹھائے ٹی وی کے آگے جاکے بیٹھ گئی۔ رزم نے پراٹھے بیلنے شروع کردیئے تھے۔ جب احسن خون آلود کپڑوں میں کچن میں داخل ہوا۔

"جانو ......"

"جی جانو کی جان۔" اس کی محبت بھری پکار پر اس نے بھی محبت سے جواب دیا۔

"ٹیڈی بیئر ......" احسن نے وہائٹ سوٹ میں ملبوس سجی سنوری رزم فاطمہ کو محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ایک دم سے کہہ گئی۔

"دھیرج رکھیں سب موجود ہیں۔"

"ہاں تو ہگ (HUG) تو مل ہی سکتا ہے۔ بے وفا بیوی تم تو عید بھی نہیں ملیں۔" احسن کے گلے پر رزم فاطمہ کے لبوں پر شرمیلی مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

❁